تنظیم المدارس (اہل سنت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

برائے طالبات

نورانی گائیڈ

حل شدہ پرچہ جات



سوالیہ پرچے ساتھ



مفتی محمد احمد نورانی دامت برکاتہم العالیہ

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالمية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة ۱۴۴۲ھ/ 2021ء

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

الورقة الاولیٰ: الصحيح للبخاری

نوٹ: کوئی سے تین سوال حل کریں۔

سوال نمبر1:-سألتك بما يامركم فذكرت انه يامركم ان تعبدوا الله ولاتشركوا به شيئا وينهاكم عن عبادة الأوثان ويامركم بالصلوٰة والصدق والعفاف فان كان ماتقول حقا فسيملك موضع قدمي هاتين وقد كنت اعلم انه خارج ولم اكن اظن انه منكم .

(الف) اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) خط کشیدہ کلمات کی نحوی تحقیق کریں؟ ۳+۳+۳=۹

(ج) اس کلام کے متکلم اور مخاطب کا نام لکھیں؟ ۵

سوال نمبر2:-عن عائشة رضي الله عنها انها ارادت ان تشتري بريرة وانهم اشترطوا ولاءها فذكر للنبي صلى الله عليه وسلم فقال النبي صلى الله عليه وسلم اشتريها فاعتقيها فانما الولاء لمن اعتق واهدي لها لحم فقيل للنبي صلى الله عليه وسلم هذا تصدق به على بريرة فقال لها النبي صلى الله عليه وسلم هو لها صدقة ولنا هدية .

(الف) حدیث مذکور کا ترجمہ لکھیں؟ ۱۰

(ب) خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق کریں؟ ۳+۳+۳=۹

(ج) ولاء کسے کہتے ہیں نیز "خیرت" میں کس بات کا خیار مراد ہے اور اس خیار کا فقہی نام کیا ہے؟ ۷+۷=۱۴

سوال نمبر3:-عن همام قال سمعت عمارا يقول رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم وما معه إلا خمسة أعبد وامرأتان وابوبكر .

(الف) حدیث مذکور پر حرکات و سکنات لگائیں؟ ۱۰

(ب) "خمسة اعبد" اور "امرأتان" سے کون لوگ مراد ہیں؟ ان کے اسماء تحریر کریں؟ ۱۴

(ج) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کوئی سے تین مناقب بخاری شریف سے بیان کریں؟ ۹

سوال نمبر 4:۔ درج ذیل میں سے کوئی سی تین احادیث کا ترجمہ سپرد قلم کریں؟

(الف) الفخر والخيلاء في الفدادين أهل الوبر والسكينة في أ
يمان والحكمة يمانية قال أبو عبدالله سميت اليمن لأنها عن يمين
عن يسار الكعبة والمشأمة الميسرة واليد اليسرى الشؤمى والجانب

(ب) عن عائشة أن أبابكر رضي الله عنه دخل عليها وعندها
تغنيان وتدففان وتضربان والنبي صلى الله عليه وسلم متغش بثوبه
فكشف النبي صلى الله عليه وسلم وجهه فقال دعهما يا أبابكر
الأيام أيام منى .

(ج) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه
ومثل الأنبياء من قبلي كمثل رجل بنى بيتا فأحسنه وأجمله إلا
فجعل الناس يطوفون به ويعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة
خاتم النبيين .

(د) عن البراء بن عازب رضي الله عنهما قال كان النبي
مربوعا بعيد مابين المنكبين له شعر يبلغ شحمة أذنيه ر
أر شيئا قط أحسن منه قال يوسف بن أبي إسحاق عن أبيه إلى منكبيه

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات سال

پہلا پرچہ: صحیح بخاری

سوال نمبر 1:۔ سَأَلْتُكَ بِمَا يَأْمُرُكُمْ فَذَكَرْتَ أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ
شَيْئًا وَيَنْهَاكُمْ عَنْ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ فَإِنْ كَانَ مَا تَقُولُ
حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ وَلَمْ

(الف) اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ کلمات عبارت کی نحوی تحقیق کریں؟

(ج) اس کلام کے متکلم اور مخاطب کا نام لکھیں؟

جواب: (الف) اعراب بر عبارت اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

اور میں نے تم سے سوال کیا کہ وہ تم کو کیا حکم دیتے ہیں تو تم نے کہا: بے شک وہ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ تم کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور وہ تمہیں بتوں کی عبادت سے روکتے ہیں اور تمہیں نماز، سچ بولنے اور پاک دامنی اختیار کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اگر یہ تمام باتیں درست ہیں تو وہ یقیناً نبی ہیں، پس وہ عنقریب میرے پاؤں کی نیچے والی زمین کے مالک ہو جائیں گے اور مجھے کامل بھروسہ تھا کہ وہ ظاہر ہونے والے ہیں اور میں نے کبھی بھی گمان نہیں کیا تھا کہ وہ تم سے ہوں گے۔

جواب: (ب) خط کشیدہ عبارت کی نحوی تحقیق:

الاوثان: یہ "وثن" سے جمع مکسر اور مضاف الیہ ہے، مضاف مضاف الیہ مجرور، جار با مجرور متعلق ہو کر [illegible] کے۔

العفاف: [illegible] ہے اس کا عطف الصدق پر ہے جبکہ اس کا عطف الصلوۃ پر ہے، یہ سب معطوف با معطوف علیہ [illegible] متعلق "یامر" کے۔

ھاتین: یہ اسم اشارہ تثنیہ ہے [illegible] مفعول بہ ہے "سیملک" کا، اس طرح فعل مضارع اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ [illegible]۔

جواب: (ج) اس کلام کے متکلم اور مخاطب کا نام:

اس عبارت کے متکلم کا نام ہے: ہرقل (شاہ حبشہ) اور مخاطب کا [illegible] سفیان۔

سوال نمبر 2:- عن عائشة رضي الله عنها انها ارادت ان تشتري بريرة [illegible] شرطوا ولاءها فذكر للنبي صلى الله عليه وسلم فقال النبي صلى الله عليه وسلم اشتريها فاعتقيها فانما الولاء لمن اعتق واهدي لها لحم فقيل للنبي صلى الله عليه وسلم هذا تصدق به على بريرة فقال لها النبي صلى الله عليه وسلم هو لها صدقة ولنا هدية .

(الف) حدیث مذکورہ کا ترجمہ لکھیں؟

(ب) خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق کریں؟

(ج) ولاء کسے کہتے ہیں نیز "عبرت" میں کس بات کا تذکرہ ہے اور اس [illegible] کا فقہی نام کیا ہے؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو خریدنا چاہا تو ان کے مالکوں نے ان کی ولاء کی شرط قرار دے دی، اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے خرید کر آزاد کر دو، کیونکہ ولاء آزاد کرنے والے کی ہوتی ہے۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے پاس بطور تحفہ گوشت پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اس گوشت کو بریرہ پر صدقہ کیا گیا ہے تو یہ اس کے واسطے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔

جواب: (ب) خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق:

ادت: یہ صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مزید فیہ با ہمزہ وصل ناقص یائی از باب افعال [illegible] قصد کرنا۔

اشتریھا: [illegible] واحد [illegible] ث حاضر فعل امر حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ با ہمزہ وصل ناقص یائی از باب افتعال، خریدنا۔

تصدق: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول ثلاثی مزید فیہ بے ہمزہ وصل صحیح از باب تفعل، صدقہ کرنا، ہدیہ کرنا۔

جواب: (ج) "ولاء" کی تعریف، "خیرت" سے مراد اور "خیار" کا فقہی نام:

ولاء: وہ میراث جس کا کوئی شخص اپنی ملک سے کسی کو آزاد [illegible] کے سبب حقدار ہوتا ہے۔

سوال نمبر 3: عَنْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمَّارًا يَقُوْلُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا مَعَهُ إِلَّا خَمْسَةُ أَعْبُدٍ وَامْرَأَتَانِ وَأَبُوْبَكْرٍ .

(الف) حدیث مذکور پر حرکات وسکنات لگائیں؟

(ب) "خمسۃ اعبد" اور "امرأتان" سے کون لوگ مراد ہیں؟ ان کے اسماء تحریر کریں؟

(ج) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کوئی سے تین مناقب بخاری شریف سے بیان کریں؟

جواب: (الف) حدیث پر حرکات وسکنات:

حرکات وسکنات اوپر لگا دی گئی ہیں۔

جواب: (ب) "خمسۃ اعبد" اور "امرأتان" سے مراد لوگ اور ان کے نام:

پانچ غلاموں کے نام یہ ہیں: (i) حضرت عمار، (ii) حضرت زید بن حارثہ، (iii) حضرت بلال، (iv)

حضرت عامر بن فہیرہ، (۷) حضرت شقران رضی اللہ عنہم۔

دو عورتوں کے نام یہ ہیں: (۱) حضرت خدیجہ، (۲) حضرت ام الفضل یعنی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ رضی اللہ عنہما۔

جواب: (ج) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تین مناقب:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے تین مناقب درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اپنے کپڑے کو تکبر سے زمین پر گھسیٹے گا، بروز حشر اللہ تعالیٰ اس کی جانب نظر رحمت نہ فرمائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے کپڑے کا ایک کنارہ لٹک جاتا ہے مگر یہ میں اس کا خیال رکھوں گا تو کیا میں بھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس طرح تکبر کی وجہ سے نہیں کرتے ہو۔

(۲) محمد بن حنفیہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد محترم سے دریافت کیا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، میں نے پوچھا: اس کے بعد کون؟ انہوں نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ، مجھے خدشہ ہوا کہ اب فرمائیں گے: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، اس پر میں نے دریافت کیا: تو آپ؟ تو آپ نے فرمایا: میں تو مسلمانوں میں سے ایک عام آدمی ہوں۔

(۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُحد پہاڑ پر چڑھے، اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم بھی ساتھ تھے، تو اُحد کانپنے لگا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اُحد! تو اپنی حرکت بند کر دے، کیونکہ تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

سوال نمبر 4:- درج ذیل احادیث کا ترجمہ سپرد قلم کریں۔

(الف) الفخر والخيلاء في الفدادين أهل الوبر والسكينة في أهل الغنم والإيمان يمان والحكمة يمانية قال أبو عبدالله سميت اليمن لأنها عن يمين الكعبة والشام لأنها عن يسار الكعبة والمشأمة الميسرة واليد اليسرى الشؤمى والجانب الأيسر الأشأم.

(ب) عن عائشة ان ابابكر رضي الله عنه دخل عليها وعندها جاريتان في أيام منى تغنيان وتدففان وتضربان والنبي صلى الله عليه وسلم متغش بثوبه فانتهرهما أبوبكر فكشف النبي صلى الله عليه وسلم وجهه فقال دعهما يا ابابكر فإنها أيام عيد وتلك الأيام أيام منى.

(ج) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إن مثلي

ومثل الأنبياء من قبلي كمثل رجل بنى بيتا فأحسنه وأجمله إلا موضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به ويعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فأنا اللبنة وأنا خاتم النبيين .

(د) عن البراء بن عازب رضي الله عنهما قال كان النبي صلى الله عليه وسلم مربوعا بعيد ما بين المنكبين له شعر يبلغ شحمة أذنيه رأيته في حلة حمراء لم أر شيئا قط أحسن منه قال يوسف بن أبي إسحاق عن أبيه إلى منكبيه .

جواب: احادیث کا ترجمہ:

(الف) فخر، تکبر، چیخنے چلانے والے اونٹ چرانے والوں کے اندر ہیں۔ نرمی و ملائمت بکریاں چرانے والوں میں ہے، ایمان یمن میں ہے، حکمت بھی یمن میں ہے۔ ابو عبد اللہ نے کہا: یمن کو یمن اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ یہ کعبہ معظمہ کی دائیں طرف ہے اور شام کو شام اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ کعبہ معظمہ کی بائیں طرف ہے اور مشامہ الٹی جہت کو کہا جاتا ہے اور شومی بائیں ہاتھ کو کہا جاتا ہے اور شام الٹی طرف کو کہا جاتا ہے۔

(ب) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے: بے شک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس اس وقت تشریف لائے کہ ان کے پاس دو لونڈیاں منیٰ کے دنوں میں گا رہی تھیں اور دف بجا رہی تھیں جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے سے چہرے کو چھپا رکھا تھا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان لونڈیوں کو ڈانٹ پلائی، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے کو اپنے چہرے سے دور کیا اور فرمایا: اے ابوبکر! انہیں چھوڑ دو، کیونکہ یہ عید اور منیٰ کے دن ہیں۔

(ج) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک مکان بنایا تو اسے حسین و جمیل بنایا مگر اس نے ایک کونے کے اندر ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی، لوگ اس کے گرد گھومتے اور اظہار تعجب کرتے کہ اس میں اینٹ کو کیوں نہ رکھا گیا، وہ اینٹ میں ہی ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

(د) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم درمیانہ قد کے تھے، آپ کا سینہ بہت کشادہ اور کھلا ہوا تھا۔ آپ کے (سر کے) بال کانوں کی لو تک لٹکتے رہتے تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ سرخ لباس میں دیکھا، میں نے آپ سے بڑھ کر حسین کسی کو نہیں دیکھا تھا۔ یوسف بن ابی اسحاق نے اپنے والد کے حوالے سے بیان کیا یعنی آپ کے بال کندھوں تک پہنچتے تھے۔

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالمية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة ۱۴۴۲ھ/ 2021ء

الورقة الثانية: الصحيح لمسلم

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1:- عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سلونی فهابوه ان يسألوه قال فجاء رجل فجلس عند ركبتيه فقال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ما الاسلام قال لا تشرك بالله شيئا وتقيم الصلوة وتؤتی الزكوة وتصوم رمضان قال صدقت قال يا رسول الله ما الايمان قال ان تؤمن بالله وملائكته وكتابه ولقائه ورسله وتؤمن بالبعث وتؤمن بالقدر كله قال صدقت قال يا رسول الله ما الاحسان......

(الف) مذکورہ بالا حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۲۰=۱۰+۱۰)

(ب) مذکورہ بالا حدیث شریف کی روشنی میں علامات قیامت لکھیں؟ ۱۰

(ج) شرک کسے کہتے ہیں؟ تعریف لکھیں۔ ۴

سوال نمبر 2:- عن ابی هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيرا اوليصمت ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم جاره ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه .

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۲۰=۱۰+۱۰)

(ب) ہمسائے اور مہمان کے حقوق لکھیں؟ ۱۰

سوال نمبر 3:- عن عائشة قالت طيبت رسول الله صلى الله عليه وسلم بيدی لحرمه حين احرم ولحله حين حل قبل ان يطوف بالبيت .

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۲۰

(ب) احرام کی حالت میں کونسی چیزیں منع ہیں؟ ۱۰

(ج) مرد اور عورت کے احرام میں کیا فرق ہے؟ ۳

سوال نمبر 4:- عن ابن عباس ان ضباعة بنت الزبير بن عبد المطلب اتت رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم فقالت انی امراۃ ثقیلۃ وانی ارید الحج فما تامرنی قال اھلی بالحج واشترطی ان محلی حیث تحبسنی قال فادرکت۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟ ۱۰

(ب) خط کشیدہ کی وضاحت کریں اور بتائیں کہ یہ حکم حضرت ضباعۃ کے لیے خاص ہے یا ہر بیمار عورت کے لیے ہے؟ ۱۰

(ج) عمرہ ادا کرنے کا طریقہ لکھیں؟ ۱۳

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2021ء

دوسرا پرچہ: صحیح مسلم

سوال نمبر1: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلُوْنِيْ فَهَابُوْهُ أَنْ يَّسْئَلُوْهُ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ فَجَلَسَ عِنْدَ رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْإِسْلَامُ قَالَ لَا تُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا الْإِيْمَانُ قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكِتَابِهِ وَلِقَائِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ كُلِّهِ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا الْإِحْسَانُ......

(الف) مذکورہ بالا حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) مذکورہ بالا حدیث شریف کی روشنی میں علامات قیامت لکھیں؟

(ج) شرک کسے کہتے ہیں؟ تعریف لکھیں۔

جواب: (الف) اعراب بر حدیث اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مجھ سے سوال کیا کرو، مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سوال کرنے سے جھجک جاتے تھے، راوی کا بیان ہے: پھر ایک روز ایک آدمی حاضر ہوا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں دو زانوں ہو کر بیٹھ گیا، اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اسلام کیا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز ادا کرو، زکوٰۃ دو اور رمضان المبارک کے روزے رکھو، وہ آدمی عرض گزار ہوا: آپ نے سچ فرمایا ہے، پھر اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایمان کیا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس

کی کتابوں، اس سے ملاقات، اس کے رسولوں، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور تقدیر سے تعلق رکھنے والے تمام امور پر ایمان لانا، اس نے عرض کیا: آپ نے سچ فرمایا۔ پھر اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! احسان کیا ہے؟

جواب: (ب) حدیث بالا کی روشنی میں علامات قیامت:

اس حدیث میں تین علامات قیامت بیان کی گئی ہیں:

(۱) لونڈی اپنے مالک کو جنم دے گی، (۲) ننگے پاؤں، ننگے جسم اور بکریوں کے چرواہے عالیشان محلات پر فخر کریں گے، (۳) ننگے پاؤں، ننگے جسم، بہرے اور گونگے زمین کے بادشاہ بنیں گے۔

جواب: (ج) شرک کی تعریف:

شرک کا لغوی معنی ہے: ساتھی بنانا، یا ساتھی ٹھہرانا۔ شرک کا اصطلاحی معنی ہے: کسی کو اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور صفات کے تقاضوں میں برابر ٹھہرانا ہے۔

شریک ٹھہرانے والے کو مشرک کہا جاتا ہے۔ شرک ایسا گناہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرے گا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا: وہ یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ، حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔

سوال نمبر 2:- عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ.

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) ہمسائے اور مہمان کے حقوق لکھیں؟

جواب: (الف) اعراب بر حدیث اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: حدیث پر اعراب لگا دیئے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کہے یا پھر خاموشی اختیار کرے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کی تکریم کرے۔

جواب: (ب) ہمسائے اور مہمان کے حقوق:

ہمسائے کے حقوق:

اسلام میں تمام انسانوں بلکہ حیوانات کے حقوق بیان کیے گئے ہیں۔ ہمسائے کے حقوق کے حوالے سے قرآن وسنت میں حقوق تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ چنانچہ ہمسائے کے حقوق کے حوالے سے کثیر احادیث مبارکہ موجود ہیں، ان میں سے ایک جامع حدیث یہاں بیان کی جاتی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جانتے ہو کہ ہمسائے کا کیا حق ہے؟ پھر آپ نے فرمایا: (۱) جب وہ تجھ سے مدد کا طالب ہو، تو اس کی مدد کر۔ (۲) اگر اسے قرض کی ضرورت ہو تو اسے قرض فراہم کر۔ (۳) اگر وہ تنگدست ہو جائے، اس کی ضرورت پوری کر۔ (۴) اگر وہ بیمار ہو جائے، اس کی عیادت کر۔ (۵) اگر وہ مر جائے، تو اس کا جنازہ اٹھاؤ۔ (۶) اگر اسے خوشی حاصل ہو، تو اسے مبارک باد دو۔ (۷) اگر اسے کسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑے، تو اسے صبر کی تلقین کرو۔ (۸) اس کے مکان سے اپنا مکان اونچا نہ بناؤ کہ اس کی ہوا رک جائے۔ (۹) جب میوہ لیکر آؤ تو اس کے گھر میں دو، ورنہ خفیہ لیکر آؤ۔ (۱۰) ہنڈیا کی خوشبو سے اپنے ہمسائے کو ایذا نہ دو مگر یہ کہ شوربا اسے بھی بھیج دو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جانتے ہو کہ ہمسائے کا کیا حق ہے؟ خدا کی قسم! کوئی بھی ہمسائے کے حقوق پورے نہیں کر سکتا مگر جس پر اللہ تعالیٰ نے رحمت کی ہو۔

مہمان کے حقوق:

ہمسائے وغیرہ کے حقوق کی طرح اسلام نے مہمان کے حقوق پر بھی زور دیا ہے۔ چنانچہ مہمان کے حقوق کے حوالے سے چند ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

(۱) حضرت ابو شریح العدوی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: میرے کانوں نے سنا اور میری آنکھوں نے دیکھا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمان کی تکریم کرے اور اسے جائزہ دے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! جائزہ کیا ہے؟ فرمایا: ایک دن اور ایک رات اس کی خاطر مدارت کرے اور تین دن اس کی ضیافت کرے اور اس سے زیادہ دن اس کی طرف سے صدقہ ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔

(۲) حضرت ابو شریح الخزاعی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہمان نوازی تین دن ہے اور جائزہ ایک دن ہے۔ کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی

کے پاس اتنے دن قیام کرے کہ اسے گناہ میں مبتلا کرے، صحابہ کرام نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! وہ اس کو گناہ میں کیسے مبتلا کرے گا؟ آپ نے جواب میں فرمایا: وہ اس کے پاس ایسی حالت میں قیام کرے کہ اس کے پاس مہمان نوازی کے لیے کچھ نہ ہو۔

سوال نمبر3:- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ لِحُرْمِهِ حِيْنَ اَحْرَمَ وَلِحِلِّهِ حِيْنَ حَلَّ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ .

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) احرام کی حالت میں کونسی چیزیں منع ہیں؟

(ج) مرد اور عورت کے احرام میں کیا فرق ہے؟

جواب: (الف) اعراب بر حدیث اور ترجمہ حدیث:

جواب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت احرام میں اپنے ہاتھ سے خوشبو لگائی، جب آپ نے احرام باندھا، اور جس وقت آپ نے بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے احرام کو کھول دیا۔

جواب: (ب) حالت احرام میں ممنوع امور:

حالت احرام میں بہت سے امور حرام و ممنوع ہو جاتے ہیں، ان میں سے چند ایک مشہور درج ذیل ہیں:

(۱) عورت سے جماع کرنا، (۲) بوس و کنار کرنا، (۳) گلے لگانا، (۴) اس کی اندام نہانی پر نگاہ کرنا، (۵) حرکت فحش کا ارتکاب کرنا، (۶) کسی سے لڑائی جھگڑا کرنا، (۷) جنگل کا شکار کرنا، (۸) کسی جانور کو ذبح کرنے کے لیے معاونت کرنا، (۹) اپنے یا غیر کا ناخن کاٹنا، (۱۰) اپنے جسم کے کسی حصے سے بال جدا کرنا، (۱۱) اپنا منہ یا سر کسی کپڑے سے چھپانا، (۱۲) عمامہ زیب سر کرنا، (۱۳) برقع یا دستانے پہننا، (۱۴) سلا ہوا کپڑا پہننا، (۱۵) خوشبو لگانا، (۱۶) سر یا داڑھی کو خطمی یا کسی خوشبو وغیرہ سے دھونا، (۱۷) مہندی کا خضاب لگانا، (۱۸) گوند وغیرہ سے بال جمانا، (۱۹) جوں مارنا یا پھینکنا، (۲۰) کسی کا سر مونڈنا، (۲۱) زیتون یا تل کا تیل خواہ بے خوشبو ہو بالوں یا جسم پر لگانا وغیرہ۔

جواب: (ج) مرد اور عورت کے احرام میں فرق:

جب حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت کر کے تلبیہ پڑھتے ہیں تو بعض حلال چیزیں بھی حرام ہو جاتی ہیں، اس

لیے اس کو احرام کہتے ہیں۔ مجازاً ان کھلی چادروں کو بھی احرام کہا جاتا ہے، جن کو حالت احرام میں استعمال کیا جاتا ہے۔

مرد کے احرام میں دو کپڑے (ان سلے) ہوتے ہیں جبکہ عورت کا احرام سکارف کی شکل میں ہوتا ہے۔

سوال نمبر 4:- عن ابن عباس ان ضباعة بنت الزبير بن عبد المطلب اتت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت انى امراة ثقيلة وانى اريد الحج فما تأمرنى قال اهلى بالحج واشترطى ان محلى حيث تحبسنى قال فادركت .

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ کی وضاحت کریں اور بتائیں کہ یہ حکم حضرت ضباعۃ کے لیے خاص ہے یا ہر بیمار عورت کے لیے ہے؟

(ج) احصار ادا کرنے کا طریقہ لکھیں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: حضرت ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: میں ایک مریض عورت ہوں جبکہ میں حج کا بھی ارادہ رکھتی ہوں، آپ اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: تم حج کا احرام باندھ لو اور اس شرط کو عائد کر دو کہ میرے احرام کھول دینے کی جگہ وہی ہے، جس جگہ تو مجھے روک لے گا۔ فرمایا: اس نے حج کو پالیا۔

جواب: (ب) خط کشیدہ کی وضاحت اور اس حکم کی نوعیت:

حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا زبیر بن عبدالمطلب کی بیٹی تھیں یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچازاد ہمشیرہ، زبیر مسلمان نہ ہوئے تھے، ضباعہ صحابیہ ہیں، مہاجرات میں شمار ہوتی ہیں اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حجۃ الوداع میں تم بھی ہمارے ساتھ حج کرنے کا ارادہ رکھتی ہو تو یہ واقعہ حجۃ الوداع کی تیاری کے وقت کا ہے۔ انہوں نے عرض کیا: ابھی بیماری سے اٹھی ہوں، کمزور ہوں، اندیشہ ہے کہ سفر کی وجہ سے پھر مرض عود کر آئے، میں احرام کے بعد حج کے احکام مکمل نہ کر سکوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: احرام باندھتے وقت تم یہ کہہ لینا کہ خدایا اگر میں بعد احرام ادائے حج سے قاصر رہوں، علالت کا شکار ہو جاؤں تو جہاں بھی بیمار ہوں گی وہاں ہی احرام کھول دوں گی۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ احصار مرض سے بھی ہو سکتا ہے، اس طرح یہ روایت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل ہے کہ احصار دشمن سے ہی نہیں ہوتا بلکہ مرض سے بھی ہو جاتا ہے۔ خیال رہے کہ

زبان سے یہ شرط عائد کرنا مستحب ہے، اگر شرط نہ بھی لگائی جائے تب بھی مریض محرم احرام کھول سکتا ہے۔ بعض نے کہا: اس شرط عائد کرنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ مریض فوراً حلال ہو سکتا ہے۔ اگر شرط لگائے بغیر ایسی صورت پیش آیا تو دوسرے حجاج کے ساتھ ہدی بھیجے گا اور ہدی حرم شریف میں ذبح ہو جانے کے بعد احرام کھولے گا۔

جواب: (ج) عمرہ ادا کرنے کا طریقہ:

بیرونی میقات سے عمرہ کا احرام باندھ لے، پاکستان کے رہنے والے ہوائی جہاز سے سفر کرتے ہیں، اس لیے وہ اپنے گھر میں غسل کر کے احرام باندھ لیں اور ایئرپورٹ کے لاؤنج میں دو رکعت نوافل پڑھ کر عمرہ کی نیت سے احرام باندھ لے، پھر یوں کہے: اے اللہ! میں عمرہ کے لیے حاضر ہوں، اس کو میرے لیے آسان کردے اور میری طرف سے اسے قبول فرما۔ پھر راستہ میں بکثرت تلبیہ پڑھے اور تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں: لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔ پھر مکہ معظمہ پہنچ کر عمرہ ادا کرے یعنی بیت اللہ کا سات بار طواف کرے، اس طواف میں اضطباع کرے، پہلے تین چکروں میں رمل کرے، جب بھی حجر اسود کے سامنے سے گزرے تو اگر ممکن ہو تو اسے بوسہ دے، جب رکن یمانی کے پاس سے گزرے تو اس کو بھی چھو کر اس کی تعظیم کرے، اس کو بوسہ دینے کے بارے میں احناف کے دو قول ہیں: ایک ممانعت کا ہے اور ایک جواز کا ہے۔ اگر اس کی تعظیم نہ کر سکے تو پھر اس کے قائم مقام ہاتھ سے اشارہ کرنا مشروع ہے۔ حجر اسود کی تعظیم کے ساتھ طواف ختم کرے، پھر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نوافل ادا کرے، اس کے بعد صفا و مروہ کے سات چکر لگائے، سعی کو وہ صفا سے شروع کرے اور مروہ پر ختم کرے، صفا پر چڑھ کر کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے یہ پڑھے: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھے، پھر اپنے دونوں ہاتھ بلند کر کے مروہ کی طرف روانہ ہو، راستہ میں دو سبز نشانوں کے درمیان سے دوڑتا ہوا گزرے، طواف اور سعی کے دوران اس کو جو دعائیں اور اذکار یاد ہوں ان کو خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھتا رہے۔ صفا اور مروہ میں سعی مکمل کرنے کے بعد محرم سر کے بال کتروا لے یا منڈوا لے۔ اب اس کا عمرہ مکمل ہو گیا اور وہ احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو گیا لیکن پھر بھی کسی گناہ کا ارتکاب نہ کرے اور کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے اور فحش باتوں سے مکمل طور پر پرہیز کرے۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالمية "السنة الثانية" للطالبات

المو افق سنة ۱۴۴۲ھ/ 2021ء

الورقة الثالثة: الجامع للترمذی

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1:-(۱) عن انس رضی الله عنه أن النبی صلی الله علیه وسلم نهی أن یشرب الرجل قائما فقیل الأکل قال ذاك أشد .

(۲) عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قال رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم یشرب قائما وقاعدا .

(الف) دونوں حدیثوں کا ترجمہ کریں؟ (۱۰+۱۰=۲۰)

(ب) دونوں حدیثوں کے پیش نظر کھڑے ہو کر پانی پینے کے حکم کی اچھی طرح وضاحت کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 2:-عن عبد الله بن عمر أن النبی صلی الله علیه وسلم قال لا یأکل أحدکم بشماله ولا یشرب بشماله فإن الشیطن یأکل بشماله ویشرب بشماله .

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور شیطان کے بائیں ہاتھ سے کھانے، پینے کی وضاحت کریں؟ (۲۰=۱۰+۱۰)

(ب) کھانا کھا لینے کے بعد انگلیاں چاٹنے کی دو حکمتیں بیان کریں؟ (۱۰=۵+۵)

سوال نمبر 3:-عن ابن عمر رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم قال الکافر یأکل فی سبعة امعاء والمؤمن یأکل فی معی واحد .

(الف) حدیث مبارک کا ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ حضرت "عمر" رضی اللہ عنہ کے بیٹے کا کیا نام ہے؟ (۱۰=۲+۸)

(ب) حدیث مبارک میں "کافر" اور "مومن" کے کھانے کے بیان کی پانچ وجوہ بیان کریں؟ (۲۰=۵×۴)

سوال نمبر 4:-عن أنس بن مالك أن النبی صلی الله علیه وسلم قال إن الله لیرضی عن

العبد أن يأكل الأكلة أو يشرب الشربة فيحمده عليها ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ خط کشیدہ الفاظ سے کیا مراد ہے؟ (۱۰=۴+۴+۲)

(ب) کھانے اور پینے کے اسلامی آداب تفصیل سے بیان کریں؟ (۲۰)

☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2021ء

تیسرا پرچہ: جامع ترمذی

سوال نمبر1:- (۱) عن انس رضی الله عنه أن النبی صلی الله علیه وسلم نهی أن يشرب الرجل قائما فقيل الأكل قال ذاك أشد ۔

(۲) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يشرب قائما وقاعدا

(الف) دونوں حدیثوں کا ترجمہ کریں؟

(ب) دونوں حدیثوں کے پیش نظر کھڑے ہو کر مشروب پینے کے حکم کی اچھی طرح وضاحت کریں؟

جواب: (الف) دونوں احادیث کا ترجمہ:

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی آدمی کھڑا ہو کر پانی وغیرہ پئے، عرض کیا گیا: کھانے کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ تو آپ نے فرمایا: یہ تو اس سے بھی زیادہ سخت حکم رکھتا ہے۔

(۲) حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی اور اپنے دادا جان کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: انہوں نے کہا: میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر (پانی وغیرہ) نوش کرتے ہوئے ملاحظہ کیا ہے۔

جواب: (ب) دونوں حدیثوں کے پیش نظر مشروب پینے کا حکم:

دونوں روایات میں بظاہر تعارض ہے یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے کھڑے ہو کر مشروب پینے کی ممانعت اور حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ دونوں روایات میں تطبیق کی کئی صورتیں ہیں:

(i) پہلی روایت حالت صحت پر اور دوسری روایت حالت مرض پر محمول ہے۔

(ii) پہلی روایت ممانعت پر محمول ہے اور دوسری مجبوری کی وجہ سے جواز پر محمول ہے۔

(iii) پہلی روایت عام مشروب پر محمول ہے اور دوسری روایت آب زمزم نوش کرنے پر محمول ہے۔

اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آب زمزم کھڑے ہو کر نوش فرمایا۔

سوال نمبر 2:-عن عبداللہ بن عمر أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لایاکل احدکم بشمالہ ولایشرب بشمالہ فإن الشیطن یاکل بشمالہ ویشرب بشمالہ.

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور شیطان کے بائیں ہاتھ سے کھانے، پینے کے ذکر کی وضاحت کریں؟

(ب) کھانا کھا لینے کے بعد انگلیاں چاٹنے کی دو حکمتیں بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث اور شیطان کے بائیں ہاتھ سے کھانے پینے کی وضاحت:

ترجمہ حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی شخص اپنے بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ اس سے پیے، کیونکہ شیطان بائیں سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

شیطان کے بائیں ہاتھ سے کھانے اور پینے کا مطلب:

جس طرح ہر کام دائیں ہاتھ سے کرنا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسی طرح کھانا کھانا اور پانی نوش کرنا بھی دائیں ہاتھ سے مسنون ہے۔ چونکہ شیطان اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے، وہ مخالفت میں ہر کام الٹا کرتا ہے، اس طرح اس کا کھانا پینا بھی بائیں ہاتھ سے ہوا۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ وسنت اختیار کرتے ہوئے دائیں ہاتھ سے کھانا کھائیں اور دائیں ہاتھ سے پانی نوش کریں، بائیں ہاتھ کو اس مقصد کے لیے ہرگز استعمال نہ کریں۔

جواب: (ب) کھانا کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے میں دو حکمتیں:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھانے سے فراغت حاصل کرے، تو وہ اپنی انگلیاں چاٹ لے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کس انگلی میں برکت ہے۔

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا تناول کرتے، تو اپنی انگلیوں کو چاٹ لیا کرتے تھے، اور آپ نے فرمایا: جس وقت تم میں سے کسی کا لقمہ (زمین پر) گر جائے، تو وہ اس کو لگنے والی چیز کو جھاڑ دے، پھر اسے کھا لے، اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے، آپ نے برتن صاف کرنے کا حکم دیا، پھر آپ نے فرمایا: تمہیں نہیں علم کہ کھانے کے کون سے حصہ میں برکت ہے۔ پھر کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹ لے اور برتن کو بھی خوب صاف کرلے۔

سوال نمبر3:-عن ابن عمر رضی اللہ عنھما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الکافر یاکل فی سبعۃ امعاء و المؤمن یاکل فی معی واحد۔

(الف) حدیث مبارک کا ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ حضرت "عمر" رضی اللہ عنہ کے بیٹے کا کیا نام ہے؟

(ب) حدیث مبارک میں "کافر" اور "مومن" کے کھانے کے بیان کی پانچ وجوہ بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کا نام:

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کافر سات آنتوں کے اندر کھایا کرتا ہے اور مومن ایک آنت میں کھایا کرتا ہے۔

ابن عمر کا نام: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کا نام حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہے۔

جواب: (ب) حدیث مبارک کے بیان کردہ "کافر" اور "مومن" کے کھانے کی پانچ وجوہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کافر شخص مہمان ہو گیا، آپ نے اس کے لیے ایک بکری کے دودھ کو دوہنے کا حکم دیا، چنانچہ دوہا گیا، اس نے تمام دودھ پی لیا، اس کے بعد دوسری بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا، اسے دوہا گیا، تو اس نے اس کا بھی سارا دودھ پی لیا، اس کے بعد تیسری بکری کا دودھ دوہا گیا، تو وہ یہ دودھ بھی پی گیا حتیٰ کہ اس نے سات بکریوں کے دودھ کو پی لیا۔ پھر اس نے صبح کے وقت اسلام قبول کر لیا۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا، چنانچہ دودھ دوہا گیا، تو وہ اس تمام دودھ کو نوش نہ کر سکا، بس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن ایک ہی آنت کے اندر پیا کرتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔ نیز مسلمان اپنے ہاتھ دھو کر، بسم اللہ پڑھ کر، دسترخوان پر بیٹھ کر، اپنے دائیں ہاتھ سے اور اپنے سامنے سے کھانا کھاتا ہے جبکہ کافر ان تمام امور کی مخالفت کر کے شیطان کا راستہ اختیار کرتا ہے۔

سوال نمبر4:-عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ لیرضی عن

العبد ان یاکل الأکلة او یشرب الشربة فیحمده علیها .

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ خط کشیدہ الفاظ سے کیا مراد ہے؟

(ب) کھانے اور پینے کے اسلامی آداب تفصیل سے بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث اور خط کشیدہ الفاظ سے مراد:

ترجمہ حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے پر راضی ہوتا ہے، جو رب تعالیٰ کا کوئی چیز کھانے یا پینے کے بعد شکر ادا کرے۔

خط کشیدہ الفاظ کے معانی:

الاکلة: ہر کھائی جانے والی چیز، ہر قسم کی جانے والی چیز۔

الشربة: ہر پی جانے والی چیز۔

جواب: (ب) کھانے پینے کے اسلامی آداب:

(۱) کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک دھوئے۔ فقط انگلیوں کو نہ دھوئے، اس سے سنت ادا نہ ہوگی، کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر پونچھنا نہیں چاہیے اور کھانے کے بعد دھو کر رومال سے پونچھ لے۔

(۲) کھانے کے شروع میں بسم اللہ شریف پڑھے، اگر بھول جائے تو یاد آنے پر کہے بسم اللہ اوله و آخره .

(۳) اونچی آواز میں بسم اللہ پڑھے تاکہ بھولا ہوا شخص بھی اسے پڑھ لے۔

(۴) کھانے کو دائیں ہاتھ سے کھائے، کیونکہ بائیں ہاتھ سے کھانا شیطان کا کام ہے۔

(۵) پانی کو تین سانس میں پئے اور پانی میں سانس نہ لے۔

(۶) کھانا کھاتے وقت بایاں پاؤں بچھا دے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھے، یا سرین پر بیٹھ جائے اور دونوں گھٹنے کھڑے رکھے، اگر بھاری جسم یا بیمار ہونے کی وجہ سے پالتی مار کر بیٹھ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۷) کھانا کھاتے وقت بالکل چپ نہ رہے بلکہ اچھی باتیں کرتا رہے اور بے ہودہ باتوں سے اجتناب کرے۔

(۸) کھانا کھانے کی ابتداء نمک سے کرے اور نمک پر ہی ختم کرے، اس میں بہت سی بیماریوں کی شفاء ہے۔

(۹) کسی کے ہاں دعوت پر جا کر بے صبری کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔

(۱۰) کھانا سامنے آئے تو اطمینان سے تناول کرنا چاہیے۔

(۱۱) کھانا کھاتے وقت کسی کے برتن پر نظر نہیں رکھنی چاہیے۔

(۱۲) کھانے میں عیب نہیں نکالنا چاہیے، پسند ہو تو کھالینا چاہیے اور اگر ناپسند ہو تو خاموشی سے چھوڑ دینا چاہیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس طریقہ تھا کہ کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا بلکہ دستر خوان پر جو کھانا آپ کو مرغوب ہوتا اسے تناول فرماتے اور جو ناپسند ہوتا اسے نہ کھاتے۔

بعض مردوں اور عورتوں کی عادت ہے کہ دعوت سے لوٹ کر صاحب خانہ پر طرح طرح کے طعنے مارتے ہیں، کبھی کھانوں میں عیب نکالتے ہیں، کبھی منتظمین کو کوستے ہیں۔ میرا تجربہ ہے کہ مردوں سے زیادہ عورتیں اس مرض میں مبتلا ہیں، لہٰذا ان بری باتوں کو چھوڑ دینا چاہیے، اور صاحب خانہ کی دلجوئی کے لیے چند تعریفی کلمات کہہ کر ان کا حوصلہ بڑھا دینا چاہیے، ایسا کرنے سے صاحب خانہ کے دل میں آپ کا وقار بڑھ جائے گا۔

☆☆☆

الاختبار المستوى النهائي تحت اشراف تنظيم المدارس (اهل السنة) باكستان

الشهادة العالمية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة ۱۴۴۲ھ/ 2021ء

الورقة الرابعة: السنن لأبي داوٗد

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی سوالات میں سے کوئی بھی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: عن عبد الله بن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما حق امرئ مسلم له شيء يوصي فيه يبيت ليلتين إلا ووصيته مكتوبة عنده.

(الف) حدیث مبارک کا ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ "عنده" کی ضمیر کا مرجع کیا ہے؟ اور "ليلتين" تاکید کے لیے ہے یا تحدید کے لیے؟ (۱۰=۴+۴+۲)

(ب) وصیت کرنا واجب ہے یا مستحب اس میں جمہور اور اصحاب ظواہر کے مذاہب دلائل کے ساتھ تحریر کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 2: عن ابن عباس أن رجلا قال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم إن أمه توفيت أفينفعها أن تصدقت عنها قال نعم قال فإن لي مخرفا وإني أشهدك أني قد تصدقت به عنها.

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(ب) ایصال ثواب کے جواز پر قرآن وحدیث سے دلائل لکھیں؟ (۲۰)

سوال نمبر 3: عن عمر بن الخطاب أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أدركه وهو في ركب وهو يحلف بأبيه فقال إن الله ينهاكم أن تحلفوا بآبائكم فمن كان حالفا فليحلف بالله أو يسكت.

(الف) حدیث مبارک کا ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(ب) خط کشیدہ الفاظ کی تشریح کریں؟ (۵)

(ج) قسم کی اقسام بیان کرتے ہوئے قسم شرعی توڑنے کا کفارہ بیان کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 4: (ا) عن عبد الله بن عمر قال اخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهى عن النذر ويقول إنه لا يرد شيئا وإنما يستخرج به من البخيل.

(۲) عن عائشة قالت من نذر أن يطيع الله فليطعه ومن نذر أن يعصي الله فلا يعصه .

(۳) عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لانذر في معصية وكفارته كفارة يمين .

(الف) تینوں احادیث کریمہ کا ترجمہ کریں؟ (۱۵=۵+۵+۵)

(ب) احادیث کریمہ میں نذر کی نفی، نذر کی نفی، نذر کے جواز اور کفارہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس طرح وضاحت کریں کہ ظاہری تعارض ختم ہو جائے؟ (۱۵=۵+۵+۵)

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2021ء

چوتھا پرچہ: سنن ابی داؤد

سوال: عن عبدالله بن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ماحق امرئ مسلم له شيء يوصي فيه يبيت ليلتين إلا ووصيته مكتوبة عنده .

(الف) حدیث مبارک کا ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ "عنده" کی ضمیر کا مرجع کیا ہے؟ اور "ليلتين" تاکید کے لیے ہے یا تحدید کے لیے؟

(ب) وصیت کرنا واجب ہے یا مستحب اس میں جمہور اور اصحاب ظواہر کے مذاہب دلائل کے ساتھ تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث، "عنده" کی ضمیر کا مرجع اور "ليلتين" کی حالت:

ترجمہ حدیث: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان شخص کے لیے جائز نہیں ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسی چیز ہو، جس کی وہ وصیت کرنا چاہتا ہو اور وہ اس کے لیے وصیت لکھے بغیر دو راتیں گزارے۔

"عنده" ضمیر کا مرجع: اس ضمیر کا مرجع امرئ مسلم (یعنی مسلمان شخص) ہے۔

"ليلتين" کی حالت: اس روایت میں لفظ "ليلتين" کا استعمال ہوا ہے، جو تحدید کے لیے نہیں بلکہ تکمیل وصیت کی تاکید کے لیے ہے۔

جواب: (ب) وصیت کی شرعی حیثیت میں مذاہب آئمہ:

وصیت کے وجوب یا استحباب ہونے میں اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- داؤد ظاہری اور دیگر اصحاب ظواہر کے نزدیک اگر میت کے پاس مال ہو تو وصیت کرنا واجب ہے۔ ان کی دلیل یہ ارشاد ربانی ہے: كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ (تم پر فرض کیا گیا ہے کہ اپنی موت کے وقت اپنے والدین اور رشتہ داروں کے حق میں اچھی وصیت کرو)

۲- جمہور آئمہ فقہ کے نزدیک وصیت کرنا مستحب عمل ہے، مگر اگر اس پر قرض یا دوسرے کا کوئی اور حق ہو تو وصیت نہ کرنے کی صورت میں اس حق واجب کے فوت ہونے کا خوف ہو تو اس صورت میں جمہور کے نزدیک بھی وصیت کرنا واجب ہے۔ ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے سال اپنے خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا ہے، لہٰذا کسی وارث کو کوئی وصیت کا حق حاصل نہیں۔

جمہور کی طرف سے اصحاب ظواہر کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ آیت وصیت جس سے اصحاب ظواہر نے استدلال کیا ہے وہ آیت میراث سے منسوخ ہے۔

سوال نمبر 2: عن ابن عباس ان رجلا قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان امہ توفیت اینفعہا ان تصدقت عنہا قال نعم قال فان لی مخرفا وانی اشہدک انی قد تصدقت بہ عنہا۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟

(ب) ایصال ثواب کے جواز پر قرآن وحدیث سے دلائل لکھیں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: بے شک ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا ہے، اگر میں ان کی جانب سے صدقہ کروں، تو کیا انہیں منفعت ہو گا؟ آپ نے جواب میں فرمایا: ہاں، عرض کیا: میرا ایک باغ ہے، میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے وہ ان کی جانب سے صدقہ کر دیا۔

جواب: (ب) ایصال ثواب کے جواز پر قرآن وسنت سے دلائل:

قرآن کریم سے دلیل:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: "اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار ہماری مغفرت کر دے اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اپنے فوت شدہ بھائیوں کے لیے ایصال ثواب و استغفار کا حکم فرمایا ہے۔ اس آیت سے یہ بھی مسئلہ ثابت ہو گیا کہ پچھلوں کو پہلوں کے لیے مغفرت کی دعا کرنی چاہیے۔ اس سے ان کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور ان کے مدارج بلند ہوتے ہیں۔

احادیث مبارکہ سے دلائل:

(i) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے، مگر تین قسم کا عمل (اس سے منقطع نہیں ہوتا) (۱) صدقہ جاریہ (۲) ایسا علم جس سے لوگ فائدہ حاصل کر رہے ہوں اور (۳) نیک بیٹا جو اس کے لیے دعا کرے۔

(ii) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی بے شک میری ماں کو اچانک موت آ گئی ہے اور اس کی نیت یہ تھی کہ اگر وہ بات کرتی تو صدقہ کرتی۔ اب اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں، تو کیا ان کو اس کا ثواب ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں!

ایصال ثواب کی برکات

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ دعوت میں تشریف لے گئے، آپ نے دیکھا کہ ایک لڑکا کھانا کھا رہا ہے، کھانا کھاتے وقت وہ اچانک رونے لگا، وجہ دریافت کرنے پر اس نے کہا: میری ماں کو جہنم کا حکم ہوا ہے اور فرشتے اسے لیے جا رہے ہیں۔ اس لڑکا کشف میں مشہور تھا۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہلا کلمہ ستر ہزار مرتبہ پڑھا ہوا محفوظ تھا، آپ نے اس کی ماں کو دل میں ایصال ثواب کر دیا۔ فوراً وہ لڑکا ہنسا، آپ نے اس کے ہنسنے کا سبب دریافت فرمایا، لڑکے نے جواب دیا: حضور میں نے ابھی دیکھا میری ماں کو فرشتے جنت کی طرف لے کر جا رہے ہیں۔ شیخ فرماتے ہیں: اس حدیث کی تصدیق مجھے اس لڑکے کے کشف سے ہوئی اور اس کے کشف کی تصدیق اس حدیث سے۔

سوال نمبر 3:- عن عمر بن الخطاب أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أدركه وهو في ركب وهو يحلف بأبيه فقال إن الله ينهاكم أن تحلفوا بآبائكم فمن كان حالفا فليحلف بالله أو ليصمت۔

(الف) حدیث مبارکہ کا ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ الفاظ کی تشریح کریں؟

(ج) قسم کی اقسام بیان کرتے ہوئے، قسم شرعی توڑنے کا کفارہ بیان کریں؟

جواب:(الف) ترجمہ حدیث:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان سے ملاقات ہوئی اس حال میں کہ وہ سواروں کے معیت میں، وہ اپنے آباء کی قسم اٹھا رہے تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے آباء کی قسمیں اٹھانے سے منع کیا ہے، پس جو آدمی بھی قسم اٹھانا چاہے، وہ صرف اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھائے، یا خاموشی اختیار کرے۔

جواب:(ب) خط کشیدہ الفاظ کی وضاحت:

ادرکہ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مزید فیہ باب افعال۔ پانا، حاصل کرنا، ملنا۔

ینہاکم: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد ناقص یائی از باب فَتَحَ یَفْتَحُ۔ منع کرنا، روکنا۔

فلیحلف: صیغہ واحد مذکر فعل امر غائب معروف ثلاثی مجرد صحیح از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ۔ قسم اٹھانا، حلف اٹھانا۔

لیسکت: صیغہ واحد مذکر غائب فعل امر معروف ثلاثی مجرد صحیح از باب نَصَرَ یَنْصُرُ (فلیحلف اس کا عطف ہے) خاموشی اختیار کرنا۔

جواب:(ج) قسم کی اقسام اور شرعی قسم توڑنے کا کفارہ:

قسم کی اقسام: قسم کی مشہور تین اقسام ہیں:

۱۔ یمین لغو: لغو کے دو معانی ہیں: (i) بے فائدہ اور باطل کلام جس سے کوئی مقصد نہ کیا جائے۔ (ii) فحش اور بے ہودہ کلام جو گناہ کا سبب بنے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: وہ جنت میں کوئی فضول اور لغو بات نہیں کریں گے بجز سلام کے۔

فضول اور بات بات پر قسم اٹھانے کو بھی یمین لغو کہا جاتا ہے۔ اس قسم کی گرفت نہیں ہوگی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے: اس سے مراد ہے کہ کوئی شخص یوں کہے: خدا کی قسم! ہاں خدا کی قسم! اور جو بات زبان پر بلا قصداً جائے تو اس کا مواخذہ نہیں ہوگا۔

۲۔ یمین منعقدہ: زمانہ مستقبل میں کسی کام کے کرنے کے لیے قسم اٹھانا، یمین منعقدہ ہوگی۔ یہ یمین شرعی ہوگی، جس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: تم اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ اس قسم کو توڑنے کی وجہ سے کفارہ لازم آئے گا۔ یہ قسم ہر لحاظ سے منعقد ہو جاتی ہے خواہ کسی خیر کے معاملہ میں ہو یا معصیت کے بارے میں۔ اگر معصیت کے بارے میں ہو تو اسے پورا نہ کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے گناہ

کرنے سے منع کیا ہے، مگر اس کا کفارہ ادا کرے۔

۳-یمین غموس: زمانہ ماضی یا حال کے کسی واقعہ کے بارے میں جھوٹی قسم اٹھانا، یمین غموس کہلاتی ہے۔اس کا مرتکب جھوٹ کی وجہ سے گناہگار ہوگا اور عذاب کا حقدار ہوگا۔یہ گناہ کبیرہ کی حیثیت رکھتی ہے، جس سے توبہ ضروری ہے۔امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہ موقف ہے۔ ان کی دلیل دو روایات ہیں:

۱-حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے قسم اٹھائی اور وہ اس میں جھوٹا تھا تا کہ وہ کسی مسلمان شخص کے مال کو حاصل کرے، تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کردے گا اور اسے دوزخ میں داخل کردے گا۔

۲-حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے جھوٹی قسم اٹھا کر کوئی فیصلہ کروایا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

شرعی نقطہ نظر سے کفارہ:

قرآن مجید سے ثابت ہے کہ کفارہ قسم میں دس مسکینوں کو کھانا کھلانا، یا انہیں کپڑے پہنانا اور یا غلام آزاد کرنا ہے۔اگر ان میں سے کسی چیز پر قادر نہ ہو، وہ تین دن کے روزے رکھے۔فقہاء احناف کے نزدیک کھانا کھلانے سے مراد یہ ہے کہ مسکینوں کو کھانا پیش کردیا جائے اور ان کو کھانے کی اجازت دی جائے، اس کو اصطلاح میں اباحت کہا جاتا ہے۔اس سے مراد ان کو اس کھانے کا مالک بنانا نہیں ہے۔باقی فقہاء کے نزدیک اس طعام کا مالک بنانا ضروری ہے۔امام شافعی، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر مسکین کو ایک کلوگرام گندم دی جائے، یا اس کی قیمت دی جائے، تو جائز ہے۔

سوال نمبر 4:-(۱)عن عبداللہ بن عمر قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینھی عن النذر ویقول انہ لایرد شیئا وانما یستخرج بہ من البخیل ۔

(۲)عن عائشۃ قالت من نذر ان یطیع اللہ فلیطعہ و من نذر ان یعصی اللہ فلا یعصہ ۔

(۳)عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لانذر فی معصیۃ و کفارتہ کفارۃ یمین ۔

(الف) تینوں احادیث کریمہ کا ترجمہ کریں؟

(ب) احادیث کریمہ میں نذر کی نہی، نذر کی نفی، نذر کے جواز اور کفارہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس طرح وضاحت کریں کہ ظاہری تعارض ختم ہوجائے۔

جواب: (الف) احادیث ثلاثہ کا ترجمہ:

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نذر سے منع فرماتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: نذر کسی چیز کو نہیں ٹالتی بلکہ بخیل کا مال نکل جاتا ہے۔

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نذر مانی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے، تو اسے چاہیے کہ وہ اسے پورا کرے۔ جس نے نذر مانی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی معصیت کرے گا تو وہ اسے پورا نہ کرے۔

(۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ معصیت میں کوئی نذر نہیں ہے اور اس کا کفارہ قسم کے کفارے کی مثل ہے۔

جواب: (ب) احادیث مبارکہ میں نذر کی نفی، نذر کی نہی، نذر کے جواز اور کفارہ کے حوالے سے تعارض کا ارتفاع:

حضرت مسدد بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نذر کسی چیز کو رد نہیں کرتی۔
حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا، اسے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اصحاب نے خبر دی کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی تھی، جو ان کی بکریاں چرایا کرتی تھی، اور حضرت عبداللہ بن رواحہ نے اس لونڈی سے بکریاں چرانے کا معاہدہ کیا ہوا تھا، لونڈی نے معاہدہ نبھایا حتیٰ کہ بکریاں خوب موٹی تازی ہو گئیں، ایک دن لونڈی کسی کام کے ساتھ مشغول ہو گئی کہ ایک بھیڑیا آیا اور ایک بکری اچک کر لے گیا اور اسے مار دیا۔ جب حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آئے اور ایک بکری کو مفقود پایا۔ بکریاں چرانے والی نے ان کو اس بکری کی بابت خبر دی، انہوں نے اس لونڈی کو طمانچہ رسید کیا، پھر خود ہی اس پر نادم ہوئے۔ آپ نے اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ امر ناگوار گزرا، اور فرمایا: تو نے ایک مومنہ کے چہرے پر مارا؟ عرض کیا: اس کالی کو ایمان کا کوئی علم نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لونڈی کو بلا بھیجا، جب وہ آئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا: آسمانوں میں۔ پھر فرمایا: میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ مومنہ ہے، اس کو آزاد کر دو۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے اسے آزاد کر دیا۔

یاد رہے اللہ تعالیٰ مکان و زمان اور تمام جہانوں کے حوادث سے منزہ ہے۔ آسمان کی طرف اس طرح

نسبت کی گئی جس طرح خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ان روایات ثلاثہ کا خلاصہ یہ ہے کہ امور خیر کے بارے میں نذر مانی جائے، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، مگر اسے پورا کرنا ضروری ہے۔ امور معصیت کے حوالے سے نذر نہ مانی جائے، اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، تاہم معصیت کی نذر ماننے کی صورت میں اسے پورا نہ کیا جائے، بلکہ اس کا کفارہ ادا کر دیا جائے۔ اس کا کفارہ، کفارہ یمین ہے یعنی ایک غلام آزاد کرنا، یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا، یا انہیں کپڑے فراہم کرنا اور یا تین روزے رکھنا۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

الشهادة العالمية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة ۱۴۴۲ھ/ 2021ء

الورقة الخامسة: سنن النسائی وابن ماجة

الوقت المحدد: ثلاث ساعات   مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: ہر حصہ سے دو، دو سوال حل کریں۔

حصہ اول...... سنن النسائی

سوال نمبر1:- عن سعد بن ابی وقاص قال لقد رد رسول الله صلی الله علیه وسلم علی عثمان التبتل ولو اذن له لاختصینا۔

(الف) حدیث پاک کا ترجمہ کریں [illegible] ؟ (۱۵=۷+۸)

(ب) "التبتل" کے لغوی اور اصطلاحی معنی [illegible] کریں کہ "عثمان" کے والد کا نام کیا ہے؟ جن کا ذکر اس حدیث میں آیا ہے۔ (۱۰=۴+۶)

سوال نمبر2:- عن ابی هريرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ثلثة حق علی الله عزوجل عونهم المكاتب الذی يريد الأداء والناكح الذی يريد العفاف والمجاهد فی سبيل الله ۔

(الف) حدیث مبارک کا ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ خط کشیدہ لفظ سے کیا مراد ہے؟ (۱۵=۵+۱۰)

(ب) "حق علی الله" کی مفصل وضاحت تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر3:- عن علقمة ان عثمان قال لابن مسعود هل لك فی فتاة أزوجكها فدعا عبدالله علقمة فحدثه ان النبی صلی الله علیه وسلم قال من استطاع منكم الباءة فليتزوج فإن أغض للبصر وأحصن للفرج ومن لم يستطع فليصم فإنه له وجاء ۔

(الف) حدیث مبارک کا ترجمہ کریں نیز خط کشیدہ الفاظ کی تشریح کریں؟ (۱۵=۵+۱۰)

(ب) کیا حدیث میں دونوں جگہ امر وجوب کے لیے ہے؟ اپنا موقف بیان کریں؟ (۱۰)

حصہ دوم...... سنن ابن ماجہ

سوال نمبر 4:- عن عثمان بن عفان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أفضلكم من تعلم القرآن وعلمه .

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں نیز ترجمہ کریں؟(۱۵=۷+۸)

(ب) قرآن پاک کی تعلیم و تعلم میں مشغول افراد کو افضل قرار دینے کی وجہ تحریر کریں؟(۱۰)

سوال نمبر 5:- عن سهل بن معاذ بن أنس عن أبيه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال من علم علما فله أجر من عمل به لا ينقص من أجر العامل .

(الف) حدیث مبارک کا ترجمہ کریں؟(۱۰)

(ب) علم کی فضیلت میں کوئی سی تین حدیثوں کا اردو ترجمہ لکھیں؟(۱۵=۵+۵+۵)

سوال نمبر 6:- عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم مامن رجل يحفظ علما فيكتمه إلا أتي به يوم القيمة ملجما بلجام من النار .

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟(۱۰)

(ب) علم چھپانے پر وعید کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کے نقصانات اور چھپانے کی خواہش پیدا کرنے والے وسوسوں کو تحریر کریں؟(۱۵)

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2021ء

پانچواں پرچہ: سنن نسائی و ابن ماجہ

حصہ اول...... سنن النسائی

سوال نمبر 1:- عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ لَقَدْ رَدَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عُثْمَانَ التَّبَتُّلَ وَلَوْ أَذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا .

(الف) حدیث پاک کا ترجمہ کریں نیز اعراب لگائیں؟

(ب) "التبتل" کے لغوی اور اصطلاحی معنی لکھیں نیز بتائیں کہ "عثمان" کے والد کا نام کیا ہے؟ جن کا ذکر اس حدیث میں آیا ہے۔

جواب: (الف) اعراب برحدیث اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ترک نکاح کی اجازت نہ دی، اگر آپ انہیں اجازت دے دیتے تو ہم خصی ہو جاتے۔

جواب: (ب) "التبتّل" کے لغوی واصطلاحی معانی اور "حضرت عثمان رضی اللہ عنہ" کے والد کا نام:

لفظ "التبتّل" کا لغوی معنی ہے: الگ ہونا، جدا ہونا، کٹ جانا۔ اس کا اصطلاحی معنی ہے: ترک نکاح، نکاح کی رغبت نہ کرنا۔

یہ آیت نکاح پر دلالت کرتی ہے جبکہ تبتل سے مراد ہے: ترک نکاح سے روکتی ہے۔ اس آیت کے مطابق نکاح کرنا سنت انبیاء ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نکاح کرو، میں تمہاری وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کرنے والا ہوں گا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نکاح کیا، اس نے نصف دین محفوظ کر لیا، پس باقی نصف کے بارے میں اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نکاح سے بچا جاتا ہے اور پاکدامنی ان خصلتوں میں سے ایک ہے، جن کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی ضمانت دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس کو دو شر سے محفوظ رکھا، وہ جنت میں داخل ہوگا:

(i) جو دو جبڑوں کے درمیان (زبان) ہے۔ (ii) جو دو ٹانگوں کے درمیان (شرمگاہ)۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مذکور کے والد کا نام:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے والد گرامی کا نام "مظعون" تھا، جو جلیل القدر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

سوال نمبر 2:- عن ابی هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ثلثة حق على الله عز وجل عونهم المكاتب الذى يريد الأداء والناكح الذى يريد العفاف والمجاهد فى سبيل الله.

(الف) حدیث مبارک کا ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ خط کشیدہ لفظ سے کیا مراد ہے؟

(ب) "حق على الله" کی مفصل وضاحت تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث اور خط کشیدہ لفظ کی وضاحت:

ترجمہ حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین قسم کے لوگ ایسے ہیں، جن کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم میں ہے: (i) وہ مکاتب (غلام) جس کا ارادہ ادائیگی کرنے کا ہو۔ (ii) گناہ سے بچنے کے لیے نکاح کرنے والا اور وہ پاکدامنی کو پسند کرے۔ (iii) اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔

خط کشیدہ سے مراد: خط کشیدہ لفظ "العفاف" ہے، اس سے مراد وہ پاک دامن شخص ہے، جو جھوٹ سے احتراز کرنے والا ہو، گناہوں سے دور رہنے والا ہو اور اللہ تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی سے بچنے والا ہو۔

جواب: (ب) "حق علی اللہ" کی وضاحت:

"حق علی اللہ" کی تفصیل درج ذیل ہے:

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! عزت و منصب اور اہل ثروت عورت میسر آرہی ہے، مگر اس کے ہاں بچہ پیدا نہیں ہوتا، تو کیا میں اس سے نکاح کر سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منع کر دیا، وہ دوبارہ حاضر خدمت ہوا، اس بار بھی عرض گزار ہوا تو آپ نے پھر اسے منع کر دیا اور تیسری بار حاضر ہو کر عرض کرنے پر آپ نے فرمایا: تم ایسی عورت سے نکاح کرو، جو محبت کرنے والی اور بچے پیدا کرنے والی ہو، کیونکہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے: ایک جہاد کے موقع پر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں واپس آ رہا تھا، میرا اونٹ تھک گیا اور سست ہو گیا (تو میں نے پیدل سفر شروع کر دیا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے قریب ہوئے اور مجھے فرمایا: اے جابر! میں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ! آپ نے دریافت کیا: کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: میرا اونٹ تھک گیا اور سست ہو گیا ہے، جس کی وجہ سے میں دوسرے لوگوں سے پیچھے رہ گیا ہوں، آپ میری بات سن کر اپنی سواری سے نیچے اترے، لاٹھی کے ساتھ میرے اونٹ کو ہانکنے لگے، پھر آپ نے مجھے فرمایا: اب تم سوار ہو جاؤ، تو میں اس پر سوار ہوا، اب تو یہ حال ہوا کہ مجھے اس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پہنچنے پر اسے روکنا پڑ جاتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا آپ نے نکاح کر لیا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں، آپ نے دریافت کیا: کنواری سے یا بیوہ سے؟ میں نے عرض کیا: بیوہ سے، آپ نے فرمایا: کسی کنواری لڑکی سے نکاح کیوں نہیں کیا کہ تم اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ تمہارے ساتھ کھیلتی؟ میں نے جواب میں عرض کیا: میری بہنیں زیادہ ہیں (والد کا انتقال ہو گیا ہے) لہٰذا میں نے سوچا کہ ایسی خاتون سے نکاح کروں جو ان کو باہم جوڑے رکھے، ان کی کنگھی کرے اور ان پر پوری

پوری نگرانی کرے۔اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا! اب تم گھر پہنچنے والے ہو، وہاں خوب مزے اڑانا۔ پھر فرمایا: کیا آپ اپنا اونٹ فروخت کرو گے؟ میں نے عرض کیا: ہاں، پھر آپ نے ایک اوقیہ چاندی کے عوض وہ مجھ سے خرید لیا۔ مجھ سے پہلے آپ مدینہ طیبہ میں پہنچ گئے، میں آئندہ دن صبح کے وقت پہنچا پھر ہم مسجد آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسجد کے دروازے کے پاس ملاقات ہوئی، آپ نے مجھ سے دریافت کیا: ابھی پہنچے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنا اونٹ چھوڑ دو، مسجد میں داخل ہو جاؤ اور دو رکعت (نوافل) ادا کرو۔اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ مجھے ایک اوقیہ چاندی تول دے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے چاندی تولی جو جھکتی ہوئی تول کر دی۔اب میں چاندی لیکر چل پڑا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جابر کو میرے پاس لاؤ، میں نے خیال کیا شاید اب میرا اونٹ مجھے واپس ہوگا اور یہ واپسی میرے لیے سخت ناگوار تھی، چنانچہ جب میں آپ کے قریب ہوا تو آپ نے فرمایا: تم اپنا اونٹ لے جاؤ اور اس کی قیمت بھی رکھو۔

سوال: عن علقمة أن عثمان قال لابن مسعود هل لك في فتاة أزوجكها فدعا عبدالله علقمة فحدثه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال من استطاع منكم الباءة فليتزوج فإن أغض للبصر وأحصن للفرج ومن لم يستطع فليصم فإنه له وجاء .

(الف) حدیث مبارک کا ترجمہ کریں نیز خط کشیدہ الفاظ کی تشریح کریں؟

(ب) کیا حدیث میں دونوں جگہ امر وجوب کے لیے ہے؟ اپنا موقف بیان کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ حدیث اور خط کشیدہ کی وضاحت:

ترجمہ حدیث: حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: کیا تمہیں کسی نوجوان خاتون سے نکاح کی خواہش ہے، تو میں تمہارا نکاح کروا دیتا ہوں؟ اس پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور انہیں حدیث بیان فرمائی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی کو استطاعت ہو، تو اسے چاہیے کہ نکاح کرے، اس لیے نکاح نظر کو جھکا دیتا ہے اور فرج کی اچھی طرح سے حفاظت کا سبب ہے۔ اگر نکاح کی استطاعت نہ رکھے تو پھر اسے چاہیے کہ روزہ رکھے اس لیے کہ روزہ شہوت کو ختم کر دیتا ہے۔

خط کشیدہ کی وضاحت:

شرعی طور پر دو قسم کی عورتوں سے اپنی خواہش کو پورا کرنا جائز ہے:

(i) زوجہ اور (ii) کنیز شرعی۔ قرآن کریم میں ہے کہ مگر اپنی بیویوں یا شرعی باندیوں پر جوان کے ہاتھ کی ملک ہیں کہ ان پر کوئی ملامت نہیں۔

فی زمانہ کثیر شرعی میسر نہ ہونے کی بنا پر صرف زوجہ سے ہی مطلوبہ مقصد حاصل کرنا ممکن ہے۔ اس طریقہ کی جانب متوجہ کرنے کے لیے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مقامات پر ترغیبی کلام کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نکاح میری سنت ہے، پس جو شخص میری سنت پر عمل نہ کرے، وہ مجھ سے نہیں۔ لہٰذا نکاح کرو، کیونکہ میں تمہاری کثرت کی بنا پر دیگر امتوں پر فخر کروں گا، جو طاقت رکھتا ہو وہ نکاح کرے اور جو طاقت نہ رکھتا ہو وہ روزہ رکھا کرے، کیونکہ روزہ شہوت کو ختم کر دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے نوجوانو! تم میں سے جو شخص گھر بسانے کی استطاعت رکھتا ہو، وہ نکاح کرے، کیونکہ یہ نگاہوں کو زیادہ جھکانے اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت کرنے والا ہے، جو نکاح کی استطاعت نہیں رکھتا، تو وہ روزے رکھے کیونکہ روزوں سے شہوت کا خاتمہ ہوتا ہے۔

جواب (ب) دونوں جگہ امر کی حیثیت:

یاد رہے کہ نکاح ہمیشہ سنت نہیں بلکہ کبھی فرض، کبھی واجب، کبھی مکروہ اور بعض اوقات حرام بھی ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

اگر اس بات کا یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے کی صورت میں زنا میں مبتلا ہو جائے گا، تو نکاح کرنا فرض ہے۔ ایسی صورت میں نکاح نہ کرنے پر گناہگار ہوگا۔

اگر مہر اور نان ونفقہ فراہم کرنے پر قدرت ہو اور غلبہ شہوت کے سبب زنا، یا بدنگاہی، یا مشت زنی کے مرتکب ہونے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں نکاح واجب ہوگا، اگر نکاح نہ کیا تو گناہگار ہوگا۔

اگر مہر، نان ونفقہ اور ازدواجی حقوق پورے کرنے پر قادر ہو اور شہوت کا زیادہ غلبہ نہ ہو تو نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ ایسی حالت میں نکاح نہ کرنے پر اڑے رہنا گناہ ہے۔ اگر حرام سے بچنا یا اتباع سنت یا اولاد کا حصول پیش نظر ہو تو ثواب بھی پائے گا۔ اگر محض حصول لذت یا اقتضاء شہوت مقصود ہو تو ثواب نہیں ملے گا، نکاح بہرحال منعقد ہو جائے گا۔ اگر یہ اندیشہ ہو کہ نکاح کرنے کی صورت میں نان ونفقہ یا دیگر ضروری باتوں کو پورا نہ کر سکے گا تو نکاح کرنا مکروہ ہے۔ اگر یہ یقین ہو کہ نکاح کرنے کی صورت میں نان ونفقہ یا دیگر ضروری باتوں کو پورا نہ کر سکے گا تو اس صورت میں نکاح کرنا حرام ہے اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ ایسی صورت میں شہوت توڑنے کے لیے روزے رکھنے کی ترکیب بنائے۔

یاد رہے کہ مرد پر لازم ہے کہ اپنی زوجہ سے اقتضاء شہوت کرنے میں بھی شریعت کی قائم کردہ حدود کی پاسداری کرے۔ لہٰذا اگر اس نے شرعی حدود کو قائم نہ رکھا تو وہ گناہگار ہوگا۔

حصہ دوم ...... سنن ابن ماجہ

سوال نمبر 4: عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ .

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں نیز ترجمہ کریں؟

(ب) قرآن پاک کی تعلیم وتعلم میں مشغول افراد کو افضل قرار دینے کی وجہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب حدیث اور ترجمہ حدیث:

[illegible] اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

[illegible] بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے افضل وہ شخص ہے جو قرآن کریم سیکھے اور اسے سکھائے۔

جواب: (ب) سلسلہ تعلیم وتعلم جاری رکھنے والے لوگوں کو افضل قرار دینے کی وجہ:

قرآن سیکھنے سکھانے میں بہت وسعت ہے بچوں کو قرآن کے ہجے روزانہ سکھانا، قاریوں کا تجوید سیکھنا سکھانا، علماء کرام کا قرآنی احکام بذریعہ حدیث وفقہ [illegible] صوفیائے کرام کا اسرار ورموز قرآن بسلسلہ طریقت سکھانا سب قرآن کی تعلیم ہے۔ صرف الفاظ قرآن کی [illegible] رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن سیکھو پھر اسے پڑھا کرو، کیونکہ جو قرآن سیکھے اور اس کی قرأت کرے [illegible] اس کی مثال اس تھیلے کی سی ہے جس میں مشک بھرا ہو، جس کی خوشبو ہر جگہ مہک رہی ہو۔ جو [illegible] پھر سو جاتا ہے تو اس کی مثال اس طرح کہ اس کے سینے میں قرآن ہو اور وہ اس تھیلے کی طرح ہے، جو مشک پر بند کر دیا گیا۔

۱- ظاہر یہ ہے کہ قرآن سیکھنے سے مراد عام ہے۔ جس میں قرآن کے الفاظ، معنی، احکام سیکھنا سب ہی شامل ہے۔ فقہاء فرماتے ہیں: حفظ قرآن فرض کفایہ ہے۔ مختلف بستیوں میں اتنے حافظ قرآن ضرور ہوں، جن سے قرآن کا تواتر قائم رہے اور بے دین قرآن میں تبدیلی نہ کر سکیں۔ لہٰذا حفظ قرآن چھوڑ دیں، تو سب گنہگار ہیں اور اگر اتنے لوگ حفظ کر لیں تو سب کا فرض ادا ہو گیا۔ علم قرآن کا بھی یہی حال ہے۔ بقدر جواز نماز قرآن حفظ کرنا فرض عین ہے جیسے بقدر ضرورت مسائل یاد کرنا، سیکھنا فرض عین ہے اور پورا علم دین فرض کفایہ۔

۲- قرآن شریف یاد کرنے اور سیکھنے کے بعد اس کا دوہرانا چھوڑ دینا اور اپنے حافظہ پر اعتماد نہ ہونا، یا بہت جلد ذہن سے اتر جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ قرآن کریم یعنی بقدر جواز تجوید کا سیکھنا فرض عین ہے اور پورا

قاری بننا فرض کفایہ ہے۔ اس لیے عرس، ختم شریف، میلاد اور گیارہویں شریف وغیرہ میں قرآنی رکوع، پنج سورہ پڑھتے ہیں تاکہ لوگوں میں قرأت کا پرچار رہے۔ یہ چیزیں خصوصاً نماز تراویح کی نماز بقائے قرآن کا بڑا ذریعہ ہے۔

لہٰذا ایسے عالم کا سینہ گویا تھیلا ہے اور اس میں قرآن کریم گویا تھیلے میں بھرا ہوا مشک ہے۔ اس قاری کا تلاوت کرنا اس مشک کی مہک ہے، جس سے سننے والے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جو قرآنی علم کی اشاعت کر جائے، اس کی مہک سے قیامت تک کے مسلمان فائدہ اٹھاتے ہیں۔ رب تعالیٰ خدمت قرآن کی توفیق بخشے۔ جس نے قرآن پاک سیکھ کر اس کی تلاوت نہ کی تو اگرچہ اس کی مثال اس بند تھیلے کی مانند ہے اگرچہ اس میں مشک تو ہے اور اس مشک کی وجہ سے تھیلا قیمتی بھی ہے، مگر لوگ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور نہ خود اس سے فائدہ اٹھاتا ہے، کسی پنجابی شاعر نے کیا اچھا کہا:

علم وادھیرا پڑھ لیا عمل نہ کیتے نیک
تِل گھٹا اتر گئی، بوند پئی نہ ایک
محمد یار احمق ہوئیوں علم وادھیرا پڑھ کے
پڑھے لکھے [illegible] کرے پھٹ جاندا اوہ گڑھ کے

سوال نمبر 5:- عن سهل بن معاذ بن أنس عن أبيه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال من علم علما فله أجر من عمل به لا ينقص من أجر العامل .

(الف) حدیث مبارک کا ترجمہ کریں؟

(ب) طلب علم کی فضیلت میں کوئی سی تین حدیثوں کا اردو ترجمہ

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت سہل بن معاذ بن انس رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے لوگوں کو علم سکھایا، تو اسے اس پر عمل کرنے والوں کے برابر اجر و ثواب ملے گا اور عمل پیرا ہونے والے لوگوں کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

جواب: (ب) فضیلت علم پر مشتمل تین احادیث کا ترجمہ:

۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب تمہارے پاس علم کے طالب لوگ آئیں گے، جب تم انہیں دیکھو تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق انہیں مرحبا مرحبا کہنا اور انہیں اچھی طرح سے علم سکھانا۔ راوی کا بیان ہے: میں نے حکم سے دریافت کیا: "اقنوهم" سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا: علم سکھانا۔

۲-حضرت اسماعیل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے گئے، تو ان کا گھر عیادت کرنے والوں سے بھر گیا اس پر انھوں نے اپنا پاؤں سمیٹ لیا اور فرمایا: ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، حتیٰ کہ آپ کا گھر بھر گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کروٹ کے بل استراحت فرما تھے، جب آپ نے ہمیں ملاحظہ کیا، تو اپنے قدمین شریفین کو سمیٹ لیا اور فرمایا: میرے بعد تمہارے پاس لوگ حصول علم کے لیے آئیں گے، تو تم انہیں مبارک باد دینا اور انہیں علم سکھانا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہم نے ان لوگوں کو بھی دیکھا، جو نہ تو ہمیں مرحبا کہتے ہیں اور نہ ہی مبارک دیتے ہیں، ماسوا اس کے کہ ہم ان کے پاس چلے جائیں، تو وہ لاپرواہی اختیار کرتے ہیں۔

۳-اطلبوا العلم ولو بالصین یعنی تم علم دین حاصل کرو، خواہ تمہیں چین جانا پڑے۔

سوال نمبر 6:-عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم ما من رجل يحفظ علما فيكتمه إلا أتي به يوم القيمة ملجما بلجام من النار.

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟

(ب) علم چھپانے کی وعید کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کے نقصانات اور چھپانے کی خواہش پر آنے والے وسوسوں کو تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص سے کوئی علمی بات دریافت کی گئی، جس کا اسے علم تھا، پھر اس نے اسے چھپایا، تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔

جواب: (ب) کتمان علم، اس کے نقصانات اور اس حوالے سے پیش آنے والے وسوسات:

ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور مسلمانوں کے کچھ لوگوں کی تعریف کی پھر فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہے، جو اپنے پڑوسیوں کو نہیں سمجھاتے نہ سکھاتے، نہ نیکی کی دعوت دیتے اور نہ ہی برائی سے منع کرتے ہیں۔ ان لوگوں کا کیا حال ہے، جو اپنے پڑوسیوں سے نہیں سیکھتے، نہ ان سے مشورہ نصیحت طلب کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی قسم! چاہیے کہ ایک قوم اپنے پڑوسیوں کو ضرور دین سکھائے، سمجھائے، نصیحت کرے، نیکی کی دعوت دے۔ اسی طرح دوسری قوم کو چاہیے کہ اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھے، نصیحت حاصل کرے، ورنہ جلد ہی انہیں ان کا انجام بھگتنا پڑے گا۔ پھر آپ منبر سے نیچے آئے تو

صحابہ کرام نے دریافت کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے کون لوگ مراد لیے ہیں؟ تو دوسرے لوگوں نے بتایا: ان سے مراد اشعری قبیلے کے لوگ ہیں، کیونکہ وہ فقہاء کی قوم ہے اور ان کے پڑوسی جفاکار اعرابی ہیں۔

جب یہ بات اشعریوں تک پہنچی تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے ایک قوم کی بھلائی اور ایک کی برائی کا ذکر کیا ہے، ہم ان دونوں گروہوں میں سے کس میں ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ایک قوم کو چاہیے کہ اپنے پڑوسیوں کو ضرور دین سکھائے، سمجھائے اور انہیں نصیحت کرے، نیکی کی دعوت دے اور برائی سے منع کرے۔ اسی طرح دوسری جماعت کو چاہیے کہ اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھے، سمجھے، ان سے نصیحت حاصل کرے ورنہ جلد دنیا میں اس کا انجام بھگتیں گے۔ انہوں نے دوبارہ عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم دوسرے لوگوں کو نصیحت کریں، تو آپ نے یہی بات دہرائی، انہوں نے پھر یہی عرض کیا: کیا ہم دوسروں کو نصیحت کریں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں ایسا ہی ہے۔ انہوں نے پھر عرض کیا کہ آپ ہمیں ایک سال کی مہلت عنایت فرمائیں؟ آپ نے انہیں ایک سال کی مہلت عطا کر دی، تاکہ یہ لوگ انہیں دین سکھائیں اور نصیحت حاصل کریں، پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: لعنت کیے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر، یہ بدلہ ہے ان کی نافرمانی اور سرکشی کا۔

☆☆☆

الاختبار السنوي النهائي تحت اشراف تنظيم المدارس (اهل السنة) باكستان

الشهادة العالمية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة ۱۴۴۲ھ/ 2021ء

الورقة السادسة: شرح معاني الآثار

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

کوئی سے تین سوالات کے جوابات مطلوب ہیں۔

سوال نمبر1:-عن مجاهد قال صليت خلف ابن عمر رضي الله عنهما فلم يكن يرفع يديه إلا في التكبيرة الأولى من الصلوٰة .

(i) اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ii) رفع یدین کے بارے میں احناف کا موقف اور نظر طحاوی لکھیں؟ ۱۳

سوال نمبر2:-عن عائشة رضي الله عنها قالت كان رسول الله يوتر بتسع فلما بلغ سنا وثقل أوتر بسبع .

(i) ترجمہ کریں؟ ۱۰

(ii) رکعات وتر کی تعداد میں اختلاف ائمہ تحریر کریں؟ ۱۵

(iii) اس بارے نظر طحاوی کیا ہے وضاحت کریں؟ ۸

سوال نمبر3:-عن ابن عمر رضي الله عنهما أنه طلق امرأته وهي حائض فسأل عمر رضي الله عنه النبي صلى الله عليه وسلم فقال مره فليراجعها ثم ليطلقها وهي طاهر وحامل .

(i) اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ii) حالت حیض میں دی گئی طلاق کا حکم مع الدلائل بیان کریں، آیا یہ طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ ۱۳

سوال نمبر4:-عن طاؤس أن أبا الصهباء قال لابن عباس رضي الله عنهما أتعلم أن الثلاث كانت تجعل واحدة على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي بكر رضي الله عنه وثلاثا من أمارة عمر رضي الله عنه قال ابن عباس رضي الله عنهما نعم .

(i) ترجمہ کریں؟

(ii) ائمہ اربعہ کے نزدیک اکٹھی تین طلاقوں کے وقوع یا عدم وقوع کے بارے میں کیا موقف ہے؟

(iii) حدیث مذکور کس کی مؤید ہے اور اس کا کیا جواب ہے؟ ۱۰

(iv) نظر طحاوی کی روشنی میں احناف کا نقطہ نظر واضح کریں؟ ۱۰

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2021ء

چھٹا پرچہ: شرح معانی الآثار

سوال نمبر 1: عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيْرَةِ الْأُوْلٰى مِنَ الصَّلٰوةِ .

(i) اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ii) رفع یدین کے بارے احناف کا موقف اور نظر طحاوی لکھیں؟

جواب: (i) اعراب بر عبارت اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ صرف پہلی تکبیر کے وقت نماز میں رفع یدین کرتے تھے۔

(ii) رفع یدین کے حوالے سے احناف کا موقف اور نظر طحاوی:

حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جو نماز میں صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین فرمایا کرتے تھے، جس طرح اس روایت میں بیان کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ اس حدیث کا مدار حضرت حسن بن عیاش رضی اللہ عنہ پر ہے، مگر وہ ثقہ بھی ہیں اور حجت بھی جس طرح یحییٰ بن معین اور دیگر نے یہ بات بیان کی ہے۔ آپ کا پھر کیا خیال ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ بات مخفی رہ گئی ہوگی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجود میں جاتے ہوئے رفع یدین کرتے تھے یا نہیں؟ دیگر کو یہ بات معلوم ہوگی، پھر یوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رفقاء نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایسا عمل بجالاتے ہوئے دیکھا، جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے خلاف تھا اور وہ اس پر انکاری بھی نہیں ہوئے۔ امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں یہ بات ممکن نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یوں کرنا اور اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو اس طرح بجالانے دینا، یہ اس بات پر واضح دلیل ہے کہ یہی وہ حق ہے کہ جس کی مخالفت کرنا کسی بھی آدمی کے لیے مناسب نہیں ہے۔ پھر اگر

نظر و فکر کے لحاظ سے اس پر توجہ دیں کہ اس بات پر تو سب کا اجماع ہے کہ شروع کی تکبیر میں رفع یدین پایا جاتا ہے پھر دونوں سجدوں کے مابین جو تکبیر ہے، اس میں رفع یدین نہیں ہے؟ اٹھنے اور رکوع کی تکبیر میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض نے کہا: اس کا حکم صرف شروع والی تکبیر جیسا ہے، جس طرح اس کے اندر ہاتھ بلند کیا کرتے ہیں یونہی ان کے اندر بھی ہاتھوں کو بلند کریں گے۔ بعض دوسروں نے کہا: ان کا حکم دونوں سجدوں کے درمیان تکبیر تو وہ حکم نہیں رکھتی، اس لیے کہ اگر فرضی طور پر مان لیں کہ اس کو چھوڑ دے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی جبکہ وہ دونوں نماز کے سنن سے تعلق رکھتے ہیں۔ چنانچہ جس وقت وہ نماز کی سنتوں میں سے ہے، جس طرح اٹھنے کی تکبیر نماز کے ارکان سے تعلق نہیں رکھتی، اس لیے کہ فرض مان لیں کہ اگر اس کو ترک کر دے تو نماز ٹوٹے گی نہیں۔ یہ دونوں تکبیریں نماز کی سنتوں سے تعلق رکھتی ہیں، تو نماز کی سنت کا جو حکم ہے، اس طرح کہ دونوں سجدوں کے مابین تکبیر کا جو حکم ہے، تو وہی حکم ان کا بھی ہے۔ لہٰذا دونوں کے اندر رفع یدین نہیں ہوگا اس بارے میں نظر و فکر کا یہی تقاضا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ اسی بات کے قائل ہیں۔

ابوبکر بن عیاش کا بیان ہے کہ میں نے کسی بھی فقیہ کو کبھی بھی تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کرتے ہوئے نہ دیکھا۔

سوال نمبر 2:- عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت كان رسول اللہ يُوتر بتسع فلما بلغ سنا وثقل أوتر بسبع .

(i) ترجمہ کریں؟

(ii) رکعات وتر کی تعداد میں اختلاف ائمہ تحریر کریں؟

(iii) اس بارے نظر طحاوی کیا ہے وضاحت کریں؟

جواب: (i) ترجمہ عبارت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نو رکعت کے ساتھ وتر بنایا کرتے تھے، جس وقت بڑھاپے کے آثار نمایاں ہو گئے اور جسم مبارک بھاری سا ہو گیا تو سات رکعت کے ساتھ وتر بنانے لگ گئے تھے۔

(ii) تعداد رکعات وتر میں مذاہب آئمہ:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: کی مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے بعد تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔ پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى ۝، دوسری میں "سورہ الْکٰفِرُوْن" اور تیسری رکعت میں "سورۃ الاخلاص" کی تلاوت فرماتے تھے۔

حدیث پاک میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر ادا کرتے اور کچھ حصہ چار زانوں پڑھتے تھے۔

بعض احادیث مبارکہ میں ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر تشریف لے جانے کا ارادہ فرماتے، تو گھٹنوں کے بل اس کی طرف بڑھتے اور سونے سے پہلے دو رکعت نماز ادا فرماتے اور ان میں ''سورۃ زلزال'' اور ''سورۃ التکاثر'' پڑھتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ ''سورۃ التکاثر'' کی جگہ ''سورۃ الکافرون'' پڑھتے تھے۔

وتر موصولاً یعنی ایک سلام کے ساتھ اور مفصولاً یعنی دو سلام کے ساتھ بھی جائز ہے۔

احناف کے نزدیک وتر:

وتر واجب ہے اور نماز وتر تین رکعت ہیں اور اس میں قعدہ اولیٰ واجب ہے اور قعدہ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھ کر کھڑا ہو جائے، نہ درود پڑھے اور نہ سلام پھیرے جیسے نماز مغرب میں کرتے ہیں۔ اگر قعدہ اولیٰ بھول کر کھڑا ہو گیا تو لوٹنے کی اجازت نہیں بلکہ سجدہ سہو کرے۔ وتر کی تینوں رکعتوں میں مطلقاً قراءت فرض ہے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورت ملانا واجب ہے۔

نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک، تین، پانچ اور اسی طرح گیارہ رکعت سے وتر بناتے تھے۔

تین رکعت والی روایت مضطرب ہے۔

ایک غیر معروف روایت میں تیرہ (۱۳) رکعت وتر کا ذکر ہے۔

تمام رکعتیں جنہیں ہم نے وتر کا نام دیا ہے، یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شب کی نماز یعنی تہجد تھی۔

سوال نمبر3:- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَسَأَلَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا وَهِيَ طَاهِرٌ أَوْ حَامِلٌ.

(i) اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ii) حالت حیض میں دی گئی طلاق کا حکم مع الدلائل بیان کریں، آیا یہ طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

جواب: (i) اعراب بر حدیث اور ترجمہ حدیث:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: انہوں نے حیض کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے ڈالی، پس اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے

جواب میں فرمایا: آپ انہیں حکم دیں کہ وہ رجوع کریں، پھر طہر یا حمل کی حالت میں اسے طلاق دے۔

(ii) حالت حیض میں دی گئی طلاق کا حکم مع الدلائل:

ابن ابی حاتم سے منقول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دی، وہ اپنے میکے چلی گئیں، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا: آپ ان سے رجوع کر لیں، وہ بکثرت روزے رکھنے والی اور زیادہ نماز ادا کرنے والی ہیں۔ یہ یہاں (دنیا میں) بھی آپ کی بیوی ہیں اور جنت میں بھی آپ کی زوجہ ہوں گی۔

صحیح بخاری میں موجود ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حیض کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بارے میں ذکر کیا تو آپ نے ناراضگی کا اظہار کیا، پھر فرمایا: اب اسے چاہیے کہ رجوع کرے، پھر حیض سے پاک ہونے تک رکے، پھر دوسرا حیض آئے اور اس سے پاک ہو جائیں تو پھر اگر چاہے تو طلاق دے یعنی حالت طہارت میں مباشرت کرنے سے پہلے، یہی وہ عدت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔

حضرت عبدالرحمن بن ایمن رضی اللہ عنہ، جو عزہ کے مولی ہیں، حضرت ابو الزبیر رضی اللہ عنہ سے سنتے ہوئے یہ سوال کیا: اس شخص کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں، جس نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی ہو؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں طلاق دے دی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا: وہ طلاق سے رجوع کرے، چنانچہ ابن عمر نے رجوع کر لیا، پھر آپ نے فرمایا: حیض سے پاک ہو جانے کے بعد اسے اختیار ہوگا، خواہ وہ طلاق دے، خواہ اسے بسا لے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

الحاصل شوہر اپنی بیوی کو جب بھی طلاق دے گا، وہ واقع ہو جائے گی خواہ وہ حالت حیض میں ہو، یا طہر میں ہو، یا نفاس میں ہو، یا حمل میں ہو۔ تاہم حالت حیض میں طلاق دینا خلاف سنت ہے، مسنون طریقہ طلاق حالت طہر میں اور وقفہ سے یعنی ہر مہینہ میں ایک طلاق دینا ہے۔

سوال نمبر 4:- عن طاؤس أن أبا الصهباء قال لابن عباس رضي الله عنهما أتعلم أن الثلاث كانت تجعل واحدة على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي بكر رضي الله عنه وثلاثا من أمارة عمر رضي الله عنه قال ابن عباس رضي الله عنهما نعم.

(i) ترجمہ کریں؟

(ii) ائمہ اربعہ کے نزدیک اکٹھی تین طلاقوں کے وقوع یا عدم وقوع کے بارے میں کیا موقف ہے؟

(iii) حدیث مذکور کس کی مؤید ہے اور اس کا کیا جواب ہے؟

(iv) نظر طحاوی کی روشنی میں احناف کا نقطۂ نظر واضح کریں؟

جواب: (i) ترجمہ حدیث:

طاؤس اپنے والد گرامی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ابو صہباء نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا: کیا آپ کو علم ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تین طلاقوں کو ایک شمار کیا جاتا تھا، یونہی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کے پہلے تین سالوں میں معاملہ تھا؟ تو اس پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاں!

(ii) تین طلاقوں کے وقوع کے حوالے سے آئمہ اربعہ کا موقف:

بیک وقت تین طلاقیں دینے سے ان کے وقوع یا عدم وقوع کے حوالے سے آئمہ اربعہ کا متفقہ موقف یہ ہے کہ اس صورت میں تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ چنانچہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

ایک بار تین طلاق دینے سے صرف نزد حنفیہ بلکہ اجماع مذاہب اربع تین طلاقیں مغلظہ ہو جاتی ہیں۔ امام شافعی، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ آئمہ متبوعین سے کوئی امام اس باب میں اصلاً خلاف نہیں، عورت اس کے نکاح سے ایسی خارج ہوئی کہ بے حلالہ ہرگز اس کے نکاح میں نہیں آسکتی، اگر یونہی رجوع کر لیا جائے یا حلالہ نکاح جدید باہم کر لیا، تو دونوں زناکار حرامکاری ہوں گے اور عمر بھر حرام کاری کریں گے، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا "یعنی" جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے راستہ بنا دیتا ہے۔"

اس نے تقویٰ نہ کیا بلکہ خلاف خدا اور رسول تین طلاقیں لگاتار دینے کا مرتکب ہوا، اللہ عزوجل نے اس کے لیے مخرج نہ رکھا، اب حلالہ کے تحت تازیانے سے اسے ہرگز مفر نہیں، یہاں تک کہ آئمہ دین نے فرمایا اگر قاضی شرع حاکم اسلام ایسے مسئلہ میں ایک طلاق پڑنے کا حکم دے تو وہ حکم باطل و مردود ہے۔

جمہور صحابہ، تابعین اور ان کے بعد والے مسلمانوں کے آئمہ کرام کا مسلک ہے یک لفظ تین طلاقیں تین ہوں گی۔ امام مجاہد سے سنن ابوداؤد میں مروی ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھا، تو ایک شخص آیا اور کہا: میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں، مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کچھ دیر خاموش رہے تو میں نے خیال کیا کہ شاید ابن عباس سائل کو بیوی واپس کر دیں گے، تو کچھ دیر بعد آپ نے فرمایا: تم میں سے بعض لوگ بیوی کو طلاق دیتے ہوئے حماقت سے کام لیتے

ہیں، اے ابن عباس کہتے ہیں، تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کوئی سبیل پیدا فرما دیتا ہے، جبکہ تو نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے اور تیری بیوی تجھ سے لاتعلق ہو چکی ہے۔

(iii) حدیث مذکور کن کی مؤید اور اس کا جواب:

حدیث مذکور ان لوگوں کی مؤید ہے، جن کے نزدیک تین طلاقیں دینا، ایک شمار ہوتی ہے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کا جواب اس طرح سے ذکر کیا گیا ہے کہ اس کے مابعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کو ذکر کیا گیا ہے، جو ہم نے بیان کیا ہے۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا اور ان کے اندر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے، جنہیں اس سے قبل والی بات کا علم تھا، جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی تھی، مگر ان میں سے کسی نے بھی نکیر نہ فرمائی اور نہ ہی کسی رد کرنے والے نے رد کیا۔ چنانچہ یہ بات پہلی والی بات کے نسخ کی بہت بڑی دلیل ہوگی۔ اس لیے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فعل اس طرح کا فعل ہے کہ جس سے دلیل پکڑی جائے، تو ان کا کسی بات پر اتفاق بھی قابل استدلال اجماع ہے جیسا کہ ان کا کسی روایت کے نقل پر اجماع وہم و لغزش سے بری الذمہ ہے۔ یونہی ان کا ایک رائے پر اتفاق لغزش و وہم سے بری الذمہ ہے۔ دوسری دلیل یہ بھی ہے کہ ہم نے [illegible] ان باتوں کو ملاحظہ کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مقدس میں ان کا کچھ اور مفہوم تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام نے اس سے کوئی دوسرا مفہوم مراد لے لیا۔ اس لیے کہ انہوں نے ان میں ان [illegible] جو بعد والوں پر مخفی تھیں، تو یہ پہلے قول کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے۔ ان میں وقار کا انتظام، ام ولد کی بیع کی ممانعت حالانکہ اس میں قبل ان کی بیع ہوا کرتی تھی، حد شراب میں کوڑوں کی تعداد کی تعیین جبکہ اس سے [illegible] کوڑوں کی تعداد متعین تھی۔ تو جس وقت وہ اس پر عمل پیرا ہوئے، تو ہم کو بھی اس سے آگاہی حاصل ہوئی۔ چنانچہ ہمارے لیے بھی ان کے اس پہلے فعل کو دیکھ کر دوسرے حکم کی خلاف ورزی جائز نہیں۔ یونہی تین طلاقیں جو یکبارگی وقت دی جائیں، تو وہ لازم قرار پائیں گی۔ ہمارے لیے اسے چھوڑ کر مخالفت جائز نہیں اسے دیکھ کر جو کہ روایت ہے کہ اس سے قبل وہ حکم تھا، پھر یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں، جن کی روایت مذکور ہو چکی ہے۔

(iv) نظر امام طحاوی کی روشنی میں احناف کے مؤقف کی وضاحت:

امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کے نزدیک جب کوئی شخص اپنی بیوی کو یکبارگی وقت تین طلاق دے دے، تو اس پر ایک ہی طلاق واقع ہوگی بشرطیکہ اس نے اس طلاق کو اس وقت دیا ہو،

جس وقت طلاق دینا سنت ہے۔ ایسے طہر میں ہو، جس کے اندر ہم بستری نہ کی گئی ہو۔ انہوں نے مذکورہ روایت سے یوں استدلال کیا ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ وہ طلاق وقت میں دیں اور ایک طریقہ پر دیں تو ایسا وقت طہر ہی ہے، جس کے اندر ہم بستری نہ کی ہو۔ بطور دلیل یہ روایت لائی گئی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس حکم کو فرمایا کہ وہ خاص وقت میں ایک خاص انداز سے دیں تو پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف طلاق دے ڈالی۔ پس ان کی تو اب طلاق ہی نہ ہوئی۔ دوسرا یہ کہ معاملات میں اگر ایک آدمی کسی دوسرے شخص کو کہے کہ وہ اسے اس وقت میں اس طور پر انداز سے طلاق دے کہ اس نے اس کی شرط کے بغیر طلاق دی، یا اسے کہا گیا کہ وہ اس شرط پر طلاق دے، تو اس سے اس نے کسی دوسری شرط پر طلاق دے ڈالی، تو وہ طلاق ہوگی ہی نہیں، کیونکہ اس نے مامور کی مخالفت اپنائی ہے۔ [illegible] طلاق کا حکم بھی ہے کہ بندوں کو جس طرح طلاق دینے کا حکم فرمایا ہے، اگر وہ اس طرح دیں تو طلاق [illegible] گی ورنہ نہیں۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالمية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة 1443ھ/2022ء

الورقة الأولىٰ: الصحيح للبخاری

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر1:۔ درج ذیل دونوں احادیث مبارکہ پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۲۰=۲۰+۲۰

(الف) عن عائشة ام المؤمنين رضی الله عنها ان الحارث بن هشام رضی الله عنه سال رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف ياتيك الوحى فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم احيانا يتمثل لى الملك رجلا فيكلمنى فاعى ما يقول، قالت عائشة رضی الله عنها: ولقد رايته ينزل عليه الوحى فى اليوم الشديد البرد فيفصم عنه وان جبينه ليتفصد عرقا ۔

(ب) عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اجود الناس وكان اجود مايكون فى رمضان حين يلقاه جبريل وكان يلقاه فى كل ليلة من رمضان فيدارسه القرآن فلرسول الله صلى الله عليه وسلم اجود بالخير من الريح المرسلة ۔

سوال نمبر2:۔ عن ابی هريرة رضی الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اتى بطعام سال عنه اهدية ام صدقة؟ فان قيل صدقة قال لاصحابه كلوا ولم ياكل وان قيل هدية ضرب بيده صلى الله عليه وسلم فاكل معهم ۔

(الف) حدیث مذکورہ پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ کریں؟ ۲۰=۱۰+۱۰

(ب) خط کشیدہ صیغے بتائیں۔ ۶=۳×۲

(ج) کیا فقیر صدقہ کے طور پر ملنے والی چیز کسی کو ہدیہ کر سکتا ہے؟ مختصر جواب دیں۔ ۴

سوال نمبر3:۔ عن محمد بن جبير مطعم عن ابيه رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لى خمسة أسماء أنا محمد وأنا أحمد وأنا الماحى الذى يمحو الله بى الكفر وأنا الحاشر الذى يحشر الناس على قدمى وأنا العاقب ۔

(الف) حدیث کا ترجمہ کریں؟ ۱۴

(ب) خط کشیدہ کلمات کی نحوی تحلیل کریں؟ ۶=۲×۳

(ج) کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ پانچ میں منحصر ہیں یا اور بھی ہیں؟ وضاحت کریں؟ ۱۴

سوال نمبر 4:- درج ذیل میں سے کوئی سی تین احادیث کا ترجمہ سپرد قلم کریں؟ ۳۰=۱۰+۱۰+۱۰

(الف) عن أبي ذر رضي الله عنه أنه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول ليس من رجل ادعى لغير أبيه وهو يعلمه إلا كفر و من ادعى قوما ليس له فيهم نسب فليتبوأ مقعده من النار .

(ب) قال النبي صلى الله عليه وسلم مثلي ومثل الأنبياء كرجل بنى دارا فأكملها وأحسنها إلا موضع لبنة فجعل الناس يدخلونها ويتعجبون ويقولون لولا موضع اللبنة .

(ج) عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لو دعيت إلى ذراع أو كراع لأجبت ولو أهدي إلي ذراع أو كراع لقبلت .

(د) عن أم عطية قالت: دخل النبي صلى الله عليه وسلم على عائشة رضي الله عنها فقال أعندكم شيء؟ قالت لا إلا شيء بعثت به أم عطية من الشاة التي بعثت إليها من الصدقة قال إنها قد بلغت محلها .

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2022ء

پہلا پرچہ: صحیح بخاری

سوال نمبر 1:- درج ذیل دونوں احادیث مبارکہ پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۴۰=۲۰+۲۰

(الف) عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يَأْتِيْكَ الْوَحْيُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِيْ فَأَعِيْ مَا يَقُوْلُ، قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِيْنَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا۔

(ب) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ۔

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: آپ پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے؟ رسول اللہ نے فرمایا: کبھی آتا ہے فرشتہ میرے سامنے ایک مرد کی صورت میں، پھر مجھ سے کلام کرتا ہے، پس میں اسے یاد کر لیتا ہوں (کلام کو) حضرت عائشہ فرماتی ہیں: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتے دیکھی سخت سردی کے دن میں، جب وحی کا سلسلہ ختم ہو جاتا تو آپ کی پیشانی مبارک پر پسینے کے قطرے ہوتے تھے (پیشانی پسینے سے بھیگی ہوئی تھی)

(ب) اعراب: اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ سب سے زیادہ سخی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت میں ماہ رمضان میں مزید اضافہ ہو جاتا تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے تو آپ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر ماہ رمضان کی ہر رات میں قرآن پاک دہراتے۔ بھلائی میں آپ چلتی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ سخاوت کیا کرتے تھے۔

سوال نمبر 2:- عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِذَا أُتِيَ بِطَعَامٍ سَأَلَ عَنْهُ أَهَدِيَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ؟ فَإِنْ قِيلَ صَدَقَةٌ قَالَ لِأَصْحَابِهِ كُلُوْا وَلَمْ يَأْكُلْ وَإِنْ قِيلَ هَدِيَّةٌ ضَرَبَ بِيَدِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ مَعَهُمْ ۔

(الف) حدیث مذکور پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ صیغے بتائیں۔

(ج) کیا فقیر صدقہ کے طور پر ملنے والی چیز کسی کو ہدیہ کر سکتا ہے؟ مختصر جواب دیں۔

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کوئی کھانا پیش کیا جاتا، تو آپ دریافت کر لیتے کہ یہ ہدیہ ہے یا صدقہ؟ پس اگر کہا جاتا: صدقہ ہے، تو اصحاب سے فرماتے: تم کھاؤ اور خود نہ کھاتے۔ اگر کہا جاتا: ہدیہ ہے تو اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے، پس ان لوگوں کے ساتھ کھا لیتے تھے۔

(ب) خط کشیدہ صیغے:

كُلُوْا: صیغہ جمع مذکر حاضر فعل امر حاضر معروف از باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

(ج) جی ہاں! فقیر بطور صدقہ ملنے والی چیز کو ہدیہ کر سکتا ہے، کیونکہ وہ اس کی ملکیت میں آ جاتی ہے اور قبضہ کرنے کے بعد مالک اپنی چیز میں جس طرح چاہے تصرف کر سکتا ہے۔

سوال نمبر3: عن محمد بن جبير بن مطعم عن أبيه رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لي خمسة أسماء أنا محمد وأنا أحمد وأنا الماحي الذي يمحو الله بي الكفر وأنا الحاشر الذي يحشر الناس على قدمي وأنا العاقب ۔

(الف) حدیث کا ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ کلمات کی نحوی تحلیل کریں؟

(ج) کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ پانچ میں منحصر ہیں یا اور بھی ہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ: حضرت محمد بن جبیر مطعم رضی اللہ عنہ اپنے باپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پانچ اسماء گرامی ہیں: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعے کفر مٹا دے گا۔ میں حاشر ہوں، میرے قدموں میں لوگوں کو جمع کیا جائے گا اور میں عاقب ہوں۔

(ب) خط کشیدہ کی نحوی ترکیب:

يحشر فعل، اس میں پوشیدہ فاعل ھو ضمیر ہے اور الناس مفعول بہ ہے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول

سے ملکر جملہ خبریہ ہوا۔

(ج) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزید اسماء گرامی:

آپ کے مذکورہ احادیث میں جو پانچ اسماء ذکر کیے گئے ہیں ان کے علاوہ اور بھی اسمائے گرامی ہیں جن کی تعداد ننانوے ہے لیکن ان پانچ کا ذکر اس لیے کیا گیا کہ یہ وہ خصائص ہیں جو صرف آپ کے لیے ہیں یعنی آپ کو عطاء کیے گئے ہیں دوسرے انبیاء کو نہیں دیے گئے۔

سوال نمبر 4:- درج ذیل احادیث کا ترجمہ سپرد قلم کریں؟

(الف) عن أبي ذر رضي الله عنه أنه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول ليس من رجل ادعى لغير أبيه وهو يعلمه إلا كفر ومن ادعى قوما ليس له فيهم نسب فليتبوأ مقعده من النار .

(ب) قال النبي صلى الله عليه وسلم مثلي ومثل الأنبياء كرجل بنى دارا فأكملها وأحسنها إلا موضع لبنة فجعل الناس يدخلونها ويتعجبون ويقولون لولا موضع اللبنة .

(ج) عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لو دعيت إلى ذراع أو كراع لأجبت ولو أهدي إلي ذراع أو كراع لقبلت .

(د) عن أم عطية قالت: دخل النبي صلى الله عليه وسلم على عائشة رضي الله عنها فقال أعندكم شيء؟ قالت لا إلا شيء بعثت به أم عطية من الشاة التي بعثت إليها من الصدقة قال إنها قد بلغت محلها .

جواب: (الف) ترجمہ حدیث مبارکہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص قصداً اپنے باپ کے علاوہ اپنی کسی غیر کی طرف نسبت کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ جو ایسی قوم کی طرف اپنی نسبت کرے جس کے ساتھ اس کا کوئی واسطہ نہ ہو، پس وہ تیار رہے جہنم میں اپنے مخصوص ٹھکانے کے لیے۔

(ب) ترجمہ حدیث مبارکہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اور دوسرے انبیاء کی مثال اس آدمی کی سی ہے، جو ایک گھر تعمیر کرے اسے خوب اچھا بنائے اور اسے مزین کرے، لیکن ایک کونے میں

ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دے۔ لوگ اس گھر میں داخل ہوں اور حیران ہو کر کہیں کہ اس ایک اینٹ کو کیوں چھوڑ دیا۔

(ج) ترجمہ حدیث مبارکہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے ایک دستی یا ایک پائے کی دعوت دی جائے، تو میں اسے (دعوت) قبول کروں گا۔ اگر مجھے ایک دستی یا ایک پایہ بطور ہدیہ بھیجا جائے، تو میں اسے (ہدیہ) قبول کروں گا۔

(د) ترجمہ حدیث مبارکہ: حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے اور کھانے کی بابت دریافت کیا؟ انہوں نے کہا: کھانے کو کچھ نہیں ہے، سوائے گوشت کے۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے گوشت بھیجا ہے، جو اس کے پاس بطور صدقہ آیا تھا، تو آپ نے فرمایا: وہ اپنی جگہ پہنچ چکا ہے۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

الشهادة العالمية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة 1443ھ/2022ء

الورقة الثاني: صحيح مسلم

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

سوال نمبر1:-عن ابی هريرة قال: أن اعرابيا جاء الی رسول الله صلی الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله دلنی علی عمل اذا عملته دخلت الجنة قال: تعبد الله لاتشرك به شيئا وتقيم الصلوة المكتوبة وتودی الزكوة المفروضة وتصوم رمضان قال والذی نفسی بيده لا ازيد علی هذا شيئا ابدا ولا انقص منه فلما ولی قال النبی صلی الله عليه وسلم من سره ان ينظر الی رجل من اهل الجنة فلينظر الی هذا .

(الف) سلیس اردو میں ترجمہ کریں نیز حدیث میں حج کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا؟

(ب) خط کشیدہ کی وضاحت کریں نیز [illegible] کی صرفی تحقیق کریں؟

سوال نمبر2:-(الف)عن الصعب بن جثامة رضی الله عنه انه اهدی لرسول الله صلی الله عليه وسلم حمارًا وحشا وهو بالابواء اوبودان فرده عليه رسول الله صلی الله عليه وسلم فلما ان رای رسول الله صلی الله عليه وسلم ما فی وجهی قال انا لم نرده عليك الا انا حرم .

اعراب لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) محرم شکار کیے ہوئے جانور کا گوشت کھا سکتا ہے یا نہیں؟ اپنا موقف مدلل بیان کریں نیز محرم بحالت احرام کن جانوروں کو مار سکتا ہے؟

سوال نمبر3:-عن عبدالله بن عمرو ابن العاص رضی الله عنهما أن رسول الله صلی الله عليه وسلم قال: من الكبائر شتم الرجل والديه قالوا: يا رسول الله صلی الله عليه وسلم وهل يشتم الرجل والديه؟ قال: نعم يسب أبا الرجل . فيسب أباه ويسب امه فيسب امه .

(الف) سلیس اردو میں ترجمہ کریں نیز خط کشیدہ کی وضاحت کریں؟

(ب) گناہ کبیرہ اور صغیرہ کی تعریف لکھیں نیز اجتنبوا السبع الموبقات الخ کی روشنی میں

بتائیں کہ وہ سات گناہ کونسے جو ہلاک کر دیتے ہیں؟

سوال نمبر4:- عن محمد بن المنتشر قال سمعت ابن عمر رضی الله عنهما یقول لان اصبح مطليا بقطران احب الی من ان اصبح محرماً انضح طيباً قال فدخلت علی عائشة رضی الله عنها فاخبرتها بقوله فقالت طيبت رسول الله صلی الله عليه وسلم فطاف فی نسائه ثم اصبح محرماً ۔

(الف) اعراب لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) احرام سے پہلے بدن یا کپڑوں پر خوشبو لگانا جائز ہے یا نہیں؟ احناف اور شوافع کا موقف مدلل لکھیں؟

☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2022ء

دوسرا پرچہ: صحیح مسلم

سوال نمبر 1:- عن ابی هريرة قال: أن أعرابيا جاء الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله دلني على عمل اذا عملته دخلت الجنة قال: تعبد الله لاتشرك به شيئًا وتقيم الصلوة المكتوبة وتؤدي الزكوة المفروضة وتصوم رمضان قال والذى نفسى بيده لا ازيد على هذا شيئا ابدا ولا انقص منه فلما ولى قال النبى صلى الله عليه وسلم من سره ان ينظر الى رجل من اهل الجنة فلينظر الى هذا .

(الف) حدیث کا اردو میں ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ حج کا ذکر کیوں نہیں کیا گیا؟

(ب) خط کشیدہ کی وضاحت کریں نیز "لا ازید" کی صرفی تحقیق کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا: یا رسول اللہ! میری رہنمائی کریں کسی ایسے عمل کی طرف کہ میں اس پر عمل کر کے جنت میں داخل ہو جاؤں؟ فرمایا: اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی شی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ فرض نمازیں ادا کرو، فرض زکوۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو، وہ کہنے لگا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں ان میں کسی چیز کا اضافہ نہیں کروں گا اور نہ ان میں کمی کروں گا۔ پس جب وہ چلا گیا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی نے کوئی جنتی آدمی دیکھنا ہو تو وہ اسے دیکھ لے۔

ذکر حج نہ کرنے کی وجہ:

اس میں دو احتمال ہو سکتے ہیں:

۱- ہو سکتا ہے اس وقت حج فرض نہ ہوا ہو۔

۲- ہو سکتا ہے اس شخص کا تعلق قبیلہ "ربیعہ" سے ہو۔

(ب) خط کشیدہ عبارت کی وضاحت:

۱- اس شخص نے کہا کہ میں مذکورہ احکام میں اپنی طرف سے نہ کوئی شی مزید زیادہ کروں گا اور نہ ہی کم۔

بعض کے نزدیک اس سے مراد ہے کہ میں اس سوال پر کوئی چیز زیادہ نہیں کروں گا، جو کچھ میں نے سنا ہے اس پر عمل کروں گا اور عمل کرنے میں کوئی کمی نہیں کروں گا۔

صرفی تحقیق:

"لا ازید" صیغہ ہے واحد متکلم فعل مضارع منفی معروف از باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

سوال نمبر2:-(الف) عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ اَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَحْشِيًّا وَهُوَ بِالْاَبْوَاءِ اَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَنْ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فِي وَجْهِيْ قَالَ اِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ اِلَّا اَنَّا حُرُمٌ۔

اعراب لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) محرم شکار کیے ہوئے جانور کا گوشت کھا سکتا ہے یا نہیں؟ اپنا موقف مدلل بیان کریں نیز محرم بحالت احرام کن جانوروں کو مار سکتا ہے؟

جواب:- (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جنگلی گدھے کا گوشت بھیجا/ پیش کیا۔ آپ اس وقت "ابواء" یا "ودان" کے مقام پر تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے میری طرف لوٹا دیا۔ میرے چہرے کی طرف دیکھ کر آپ نے فرمایا: بے شک میں نے یہ تیری طرف اس لیے لوٹایا ہے کہ میں محرم ہوں۔

(ب) محرم کا شکار کیا ہوا گوشت کھانے کا حکم:

جس طرح محرم پر شکار کرنا حرام ہے اسی طرح شکار کیا ہوا گوشت کھانا بھی ناجائز و ممنوع ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شکار کا گوشت کھانے کی بجائے اسے واپس لوٹا دیا۔ اس کی دلیل احناف کے نزدیک یہ ہے کہ آپ کی بارگاہ میں گورخر پیش کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مقام عرفات میں حالت احرام میں تھے۔ چنانچہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اسے فقراء میں تقسیم کرنے کا حکم دیا۔

محرم بحالت احرام جن جانوروں کو مار سکتا ہے:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ جانور فاسق ہیں، محرم بحالت احرام بھی ان کو مار سکتا ہے بچھو، چوہا، چیل، کوا اور کاٹنے والا کتا۔

سوال نمبر3:- عن عبد الله بن عمرو ابن العاص رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من الكبائر شتم الرجل والديه قالوا: يا رسول الله صلى الله عليه

وسلم وهل يشتم الرجل والديه؟ قال: نعم يسب أبا الرجل . فيسب أباه ويسب امه فيسب امه .

(الف) سلیس اردو میں ترجمہ کریں نیز خط کشیدہ کی وضاحت کریں؟

(ب) گناہ کبیرہ اور صغیرہ کی تعریف لکھیں نیز اجتنبوا السبع الموبقات الخ کی روشنی میں بتائیں کہ وہ سات گناہ کونسے جو ہلاک کر دیتے ہیں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ کوئی اپنے والدین کو گالی دے۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا کوئی اپنے والدین کو بھی گالی دے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! جب کوئی شخص کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو دوسرا اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور جو کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے تو دوسرا اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔

خط کشیدہ کی وضاحت:

کوئی شخص بھی یہ پسند نہیں کرتا کہ اپنے والدین کو براہ راست گالی دے۔ مگر جب وہ کسی کے والدین کو گالی دیتا ہے تو بدلے میں اس کے والدین کو بھی گالی دی جاتی ہے۔ پس کسی کے والدین کو گالی دینا یا برا بھلا کہنا حقیقتاً اپنے والدین کو گالی دینے یا برا بھلا کہنے کے مترادف ہے۔

(ب) گناہ کبیرہ کی تعریف:

اصطلاح شریعت میں وہ بڑے فعل جس کا ارتکاب کرنے والا شریعت کی طرف سے کسی دنیوی سزا (حد) کا مستحق ہوجاتا ہے۔ ایسے فعل کو گناہ کبیرہ کہتے ہیں۔

گناہ صغیرہ کی تعریف:

اصطلاح میں گناہ صغیرہ وہ چھوٹی چھوٹی لغزشیں ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ بغیر توبہ کے از خود اپنی مہربانی سے معاف فرما دیتا ہے۔ بشرطیکہ انسان کبیرہ گناہ کرنے سے بچتا رہے اور نیک اعمال کرتا رہے۔

سات بڑے گناہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات بڑے گناہ ہیں جو باعث ہلاکت ہیں: شرک کرنا، جادو کرنا، ناحق قتل کرنا، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، جہاد سے بھاگنا، پاک دامن عورتوں پر زنا کاری کا الزام لگانا۔

سوال نمبر 4:- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ لَاَنْ

أُصْبِحَ مُطَّلِيًا بِقَطِرَانٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَخُ طِيبًا قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَأَخْبَرْتُهَا بِقَوْلِهِ فَقَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ فِي نِسَائِهِ ثُمَّ أَصْبَحَ مُحْرِمًا .

(الف) اعراب لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) احرام سے پہلے بدن یا کپڑوں پر خوشبو لگانا جائز ہے یا نہیں؟ احناف اور شوافع کا موقف مدلل لکھیں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ حدیث: محمد بن منتشر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے نزدیک ایک قطرہ مل لینا اس بات سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ حالت احرام میں مجھ سے خوشبو آ رہی ہو۔ پھر میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور انہیں اس بات کے بارے میں بتایا، تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی پھر آپ اپنی ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے گئے پھر آپ نے احرام باندھ لیا۔

(ب) قبل از احرام خوشبو لگانا:

بدن یا کپڑوں پر قبل از احرام خوشبو لگانا جائز ہے، لیکن احرام باندھنے کے بعد ممنوع و ناجائز ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کو ناپسند کرتے تھے۔

احناف و شوافع کا موقف:

احناف کا مذہب یہ ہے کہ احرام کا ارادہ کرتے وقت خوشبو لگانا مستحب ہے اور احرام باندھنے کی حالت میں خوشبو آتی رہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ احرام باندھنے کے بعد خوشبو لگانا ممنوع ہے۔ ان کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھتے تو (کچھ دیر قبل) میں نے آپ کو اپنے ہاتھوں سے خوشبو لگائی اور طواف کعبہ سے جب آپ نے فارغ ہو کر احرام کھولا تب بھی خوشبو لگائی۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی مذکورہ مسئلہ میں احناف کی تائید کرتے ہیں۔

☆☆☆

الاختبار السنوي النهائي تحت اشراف تنظيم المدارس (اهل السنة) پاکستان

الشهادة العالمية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة 1443ھ/2022ء

الورقة الثالثة: الجامع للترمذی

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوال حل کریں۔

سوال نمبر1:-عن جابر قال قال النبی صلی الله علیه وسلم اغلقوا الباب واوكئوا السقاء واكفئوا الاناء او خمروا الاناء واطفئوا المصباح فان الشيطان لايفتح غلقا ولايحل وكاء ولايكشف انية وان الفويسقة تضرم على الناس بيتهم .

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟۵+۵=۱۰

(ب) حدیث شریف کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟۱۵

(ج) امام ترمذی کے قول "هذا حديث حسن صحيح" سے کیا مراد ہے؟۸

سوال نمبر2:-عن ابی ثعلبة الخشنی انه قال یا رسول الله إنا بارض اهل كتاب فنطبخ فی قدورهم ونشرب فی آنیتهم فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم إن لم تجدوا غیرها فارحضوها بالماء ثم قال یا رسول الله إنا بارض صید فکیف نصنع قال إذا ارسلت کلبك المکلب وذکرت اسم الله فقتل فکل وإن کان غیر مکلب فذکی فکل وإذا رمیت بسهمك وذکرت اسم الله فقتل فکل .

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں؟۱۰

(ب) کلب مکلب سے کیا مراد ہے؟ نیز "مکلب" کی شرائط تحریر کریں؟۱۵

(ج) تیر وغیرہ مارنے سے جانور ذبح سے پہلے مرجائے تو کیا حکم ہے؟ تحریر کریں؟۸

سوال نمبر3:-عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کل مسکر خمر وکل مسکر حرام ومن شرب الخمر فی الدنیا فمات وهو یدمنها لم یشربها فی الآخرة .

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کرتے ہوئے خمر کی تعریف کریں؟۵+۸=۱۳

(ب) احکامات خمر تفصیلاً تحریر کریں؟۲۰

سوال نمبر 4:- عن عمرو بن مرة قال سمعت زاذان يقول سألت ابن عمر عما نهى عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم من الأوعية وأخبرناه بلغتكم وفسره لنا بلغتنا فقال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الحنتمة ونهى عن الدباء ونهى عن النقير ونهى عن المزفت .

(الف) حنتمہ، الدباء، النقیر اور المزفت کی تشریح کریں؟۱۲

(ب) ان برتنوں کا حکم تفصیلاً تحریر کریں؟۱۲

(ج) امام ترمذی کے مختصر حالات زندگی تحریر کریں؟۶

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2022ء

تیسرا پرچہ: جامع ترمذی

سوال نمبر1: عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَغْلِقُوا الْبَابَ وَاَوْكِئُوا السِّقَاءَ وَاَكْفِئُوا الْاِنَاءَ اَوْ خَمِّرُوا الْاِنَاءَ وَاَطْفِئُوا الْمِصْبَاحَ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ غَلَقًا وَّلَا يَحِلُّ وِكَاءً وَّلَا يَكْشِفُ اٰنِيَةً وَّاِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلَى النَّاسِ بَيْتَهُمْ .

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) حدیث شریف کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟

(ج) امام ترمذی کے قول "هذا حديث حسن صحيح" سے کیا مراد ہے؟

جواب (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دروازہ بند کرلو، پانی کی مشک کا منہ دوری سے باندھ دو، برتن کو الٹا کردو یا ڈھانک دو اور چراغ گل کردو۔ اس لیے کہ شیطان کسی بھی بند چیز کو نہیں کھولتا اور بند برتن نہیں کھول سکتا۔ بے شک چوہیا بجز کا دیتی ہے گھروں کو ان کے لوگوں پر۔

(ب) تشریح وتوضیح:

اس حدیث مبارکہ میں چار حکم موجود ہیں:

پہلا یہ کہ دروازہ بند کرلو یعنی رات کے وقت بسم اللہ پڑھ کر گھر کا دروازہ بند کرلو، اس لیے کہ شیطان کسی بھی بند چیز کو نہیں کھول سکتا۔ دوسرا یہ کہ مشکیزہ کا منہ باندھ دو تا کہ کوئی موذی جانور وغیرہ پانی میں نہ جائے۔ تیسرا یہ کہ برتن کو الٹا کردو یا ڈھانپ دو، بسم اللہ پڑھ کر۔ تا کہ کوئی موذی جانور اس میں داخل نہ ہو۔ چوتھا یہ کہ چراغ گل کردو یعنی اگر چولہے یا چراغ میں آگ جل رہی ہوگی، تو چوہیا کوئی چیز اس میں کھینچ کر لائے گی۔ پھر جب وہ جل جائے گی تو اسے گھسیٹ کرلے چلے گی اور سارا گھر جلا دے گی۔ یہی حکم بجلی کے بلب کا ہے۔

(ج) "هذا حسن صحيح" کی وضاحت:

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ اور اس سے کچھ پہلے بعض محدثین نے حسن کا لفظ استعمال کرنا شروع کیا تھا۔

گروہ "حسن" "صحیح" کے لیے استعمال کرتے تھے۔ جامع ترمذی میں کئی جگہ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی حدیث کے بارے میں پوچھا کہ یہ کیسی حدیث ہے؟ تو امام بخاری نے جواب دیا: حسن ہے۔ پھر امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر "حسن صحیح" کا حکم لگا دیا۔

بعض لوگوں کے نزدیک حدیث ایک سند کے اعتبار سے حسن ہے اور دوسری سند کے اعتبار سے صحیح ہے۔ بایں اعتبار یہاں حرف عطف "واؤ" محذوف ہوگا۔

سوال نمبر 2:- عن أبي ثعلبة الخشني أنه قال يا رسول الله إنا بأرض أهل كتاب فنطبخ في قدورهم ونشرب في آنيتهم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن لم تجدوا غيرها فارحضوها بالماء ثم قال يا رسول الله إنا بأرض صيد فكيف نصنع قال إذا أرسلت كلبك المكلب وذكرت اسم الله فقتل فكل وإن كان غير مكلب فذكي فكل وإذا رميت بسهمك وذكرت اسم الله فقتل فكل.

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) کلب مکلب سے کیا مراد ہے؟ نیز "مکلب" کی شرائط تحریر کریں؟

(ج) تیر وغیرہ مارنے کے بعد جانور ذبح سے پہلے مر جائے تو کیا حکم ہے؟ تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ہم اہل کتاب کی زمین میں رہتے ہیں اور ان کی ہنڈیوں میں پکاتے ہیں اور ان کے برتنوں میں پیتے ہیں (اس سے متعلق کیا حکم ہے؟) رسول اللہ نے فرمایا: اگر ان کے علاوہ تمہیں اور برتن نہ ملیں، تو تم انہیں بذریعہ پانی صاف کر لیا کرو۔ پھر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم شکار کی سرزمین پر رہتے ہیں پھر ہم کیسے کریں؟ فرمایا: جب تم اپنا سدھایا ہوا کتا روانہ کرو اور اس پر اللہ کا نام پڑھ لو، پھر وہ شکار مار ڈالے تو تم اسے کھاؤ۔ اگر کتا سدھایا ہوا نہ ہو اور شکار ذبح کر دیا جائے تو اسے کھاؤ۔ جب تم تیر مارو اور اس پر "بسم اللہ" پڑھ لو، پھر اس سے شکار ہو جائے تو اسے کھاؤ/کھالو۔

(ب) کلب مکلب کی وضاحت: کلب مکلب سے مراد ہے: کتے کو سدھانا، شکاری بنانا۔

مکلب کی شرائط:

مکلب کا مطلب ہے "سکھلایا ہوا"۔

اس کی دو شرائط ہیں:

☆ شکاری جانور کو بالقصد چھوڑنا تاکہ مشکل سے شکار کرنا متحقق ہو جائے۔

☆ شکاری جانور شکار کو روکے رکھے خود نہ کھائے اور روکنے پر رک جائے۔

(ج) ذبح سے پہلے جانور کا مر جانا:

اگر شکاری کے پہنچنے سے پہلے شکار / جانور مر جائے اور اسے ذبح کرنے کا موقع نہ ملا ہو تو وہ حلال ہے بشرطیکہ دوسرا کتا اس کے ساتھ شامل نہ ہو۔ اس کو چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھی گئی ہو۔ یہی حکم تیر پھینکنے کا ہے یعنی جو جانور تمہارے ہی تیر سے مر جائے کھاؤ۔

سوال نمبر 3:- عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل مسکر خمر وکل مسکر حرام ومن شرب الخمر فی الدنیا فمات وھو یدمنھا لم یشربھا فی الآخرۃ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کرتے ہوئے خمر کی تعریف کریں؟

(ب) احکامات خمر تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے جو شخص دنیا میں شراب پیے گا اور مر جائے گا جبکہ وہ اسے باقاعدگی سے پیتا ہے تو وہ آخرت میں نہ پی سکے گا۔

خمر کی تعریف:

انگور کا کچا شیرہ جب اس میں جوش آ جائے اور وہ گاڑھا ہو کر اس پر جھاگ آئے، وہ خمر کہلاتا ہے۔

(ب) احکامات خمر:

خمر بالاجماع حرام ہے اور اس کی حرمت قرآن کریم سے ثابت ہے۔ قرآن کریم نے اسے رجس قرار دیا ہے۔ چنانچہ اس کے احکام حسب ذیل ہیں:

۱- یہ خود حرام ہے اس کی حرمت نشہ ہونے پر موقوف نہیں ہے۔

۲- وہ ناپاک ہے نجاست غلیظہ ہے۔

۳- اس کو حلال قرار دینے والا کافر ہے، کیونکہ وہ نص قطعی کا منکر ہے۔

۴- یہ مسلمان کے حق میں مال متقوم نہیں پس اگر کوئی اسے ضائع کر دے تو اس پر ضمان نہیں۔

۵- جو اس کو پیے گا اس کو حد لگائی جائے گی، چاہے نشہ نہ چڑھا ہو۔

۶- اس کو پکایا جائے تو پکانا اس میں موثر نہیں، وہ بدستور حرام ہے۔

سوال نمبر 4:- عن عمرو بن مرۃ قال سمعت زاذان یقول سألت ابن عمر عما نھی عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الأوعیۃ وأخبرناہ بلغتکم وفسرہ لنا بلغتنا فقال

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الحنتمة ونهى عن الدباء ونهى عن النقير ونهى عن المزفت .

(الف) حنتمه، الدباء، النقير اور المزفت کی تشریح کریں؟

(ب) ان برتنوں کا حکم تفصیلاً تحریر کریں؟

(ج) امام ترمذی کے مختصر حالات زندگی تحریر کریں؟

جواب: (الف) حنتمه کی تشریح: حنتمه کے معنی ہیں روغنی گھڑا۔ جب اس میں نبیذ بنائی جائے تو اس میں جلدی نشہ پیدا ہو جاتا ہے۔

دباء کی تشریح: سوکھا کدو، جو برتن کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اس میں بھی نبیذ بنائی جاتی ہے اور اس میں نبیذ بنانے سے جلدی اس میں شدت آ جاتی ہے۔ اردو میں اسے "تونبی" کہتے ہیں۔ یعنی "تلخ کدو" جو کڑوا ہوتا ہے۔ اس کو فقیر سکھا کر کشکول بناتے ہیں۔

نقیر کی تشریح: اس کا معنی ہے کریدنا، کھودنا۔ لوگ درخت کے تنے کو کھود کر برتن بناتے تھے، اس میں جو نبیذ بنائی جائے اس میں جلدی نشہ پیدا ہو جاتا ہے۔

"مزفت" کی تشریح: تارکول پھیرا ہوا گھڑا، اس میں بھی نبیذ بنانے سے جلدی نشہ پیدا ہو جاتا ہے۔

(ب) مذکورہ برتنوں کا حکم:

جمہور کے نزدیک ان برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت پہلے تھی، پھر منسوخ ہو گئی۔ پہلے اس لیے ممانعت تھی کہ شراب کے برتن دیکھ کر لوگوں کو شراب یاد نہ آئے۔ جب شراب سے طبیعتیں ہٹ گئیں تو ممانعت اٹھا دی گئی۔ اس حوالے سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ ہے کہ آپ نے فرمایا: میں نے لوگوں کو چند برتنوں سے روکا تھا، اب جان لو کہ کوئی برتن نہ کسی چیز کو حلال کرتا ہے نہ حرام کرتا ہے۔ البتہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

(ج) امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات زندگی:

آپ کا نام "محمد بن عیسیٰ" اور کنیت "ابو عیسیٰ" ہے۔ اس کا اسم منسوب "ترمذی" ہے، جو دریائے جیحون کے قریبی شہر "ترمذ" کی نسبت سے ہے۔ آپ 209ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے علم حدیث سیکھنے کے لیے خراسان، عراق اور حجاز کا سفر کیا۔ وہاں کے جلیل القدر محدثین سے علمی استفادہ کیا۔ آپ کے اساتذہ میں صحاح ستہ کے مؤلفین، اور ان کے اساتذہ بھی شامل ہیں۔ آپ سے ایک خلق کثیر نے استفادہ کیا اور علم کے پیاسوں کی پیاس بجھائی۔ آپ کی تصانیف میں کتاب العلل، شمائل محمدیہ اور جامع ترمذی عام دستیاب ہیں۔ آپ کا انتقال 13 رجب المرجب 279ھ کو شہر ترمذ میں ہوا۔ وہیں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

الشهادة العالمية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة 1443ھ/2022ء

الورقة الرابعة: السنن لأبی دائود

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی سوالات میں سے کوئی سے دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1:- عن ابی هريرة قال قال رجل لرسول الله صلى الله عليه وسلم یا رسول الله ای الصدقة افضل قال ان تصدق وانت صحیح حریص تامل البقاء وتخشى الفقر ولا تمهل حتى اذا بلغت الحلقوم قلت لفلان كذا ولفلان كذا وقد كان لفلان .

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) وصیت کی لغوی اور شرعی تعریف کریں؟ ۱۰

(ج) وارث کے لیے وصیت جائز ہے یا نہیں؟ [illegible] تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 2:- عن عائشة رضي الله عنها أن امرأة قالت يا رسول الله إن أمي افتلتت نفسها ولولا ذلك لتصدقت وأعطت أفيجزئ أن أتصدق عنها فقال النبي صلى الله عليه وسلم نعم فتصدقي عنها .

(الف) حدیث مبارکہ کا ترجمہ کریں؟ ۱۰

(ب) کیا متوفی تک عبادات مالیہ اور بدنیہ کا ثواب پہنچتا ہے؟ احادیث کی روشنی میں وضاحت کریں؟ ۱۰

(ج) منکرین کی دلیل "ليس للإنسان إلا ما سعى" کا جواب تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3:- عن عقبة بن عامر الجهني أنه قال نذرت أختي أن تمشي إلى بيت الله فأمرتني أن أستفتي لها النبي صلى الله عليه وسلم فاستفتيت النبي صلى الله عليه وسلم فقال لتمش ولتركب .

(الف) حدیث مبارکہ کا ترجمہ کریں؟ ۱۰

(ب) نذر کی تعریف کرتے ہوئے اس کی اقسام مع احکام تحریر کریں؟ ۵+۱۵=۲۰

سوال نمبر 4:- ان اباھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتقارب الزمان وینقص العلم وتظھر الفتن ویلقی الشح ویکثر الھرج قیل یا رسول اللہ ایۃ ھو قال القتل القتل۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) حدیث شریف کے ہر جز کی اس طرح تشریح کریں کہ مکمل وضاحت ہو جائے؟ ۱۰

☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2022ء

چوتھا پرچہ: سنن ابوداؤد

سوال نمبر 1: عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ حَرِيْصٌ تَأْمُلُ الْبَقَاءَ وَتَخْشَى الْفَقْرَ وَلَا تُمْهِلَ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ ۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) وصیت کی لغوی اور شرعی تعریف کریں؟

(ج) وارث کے لیے وصیت جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! کون سا صدقہ افضل ہے۔ فرمایا: تم صدقہ کرو جب تم تندرست ہو، زندگی کی امید باقی ہو اور محتاجی کا خوف ہو۔ تم اسے اتنے عرصے تک موخر نہ کرو کہ جب جان حلق تک آ جائے تو تم کہو یہ فلاں کے لیے، یہ فلاں کے لیے اور یہ فلاں کے لیے، جبکہ فلاں کو ویسے ہی مل جائے گا۔

(ب) وصیت کا لغوی معنی: وصیت کا لغوی معنی ہے "کسی کام کو کرنے کا عہد کرنا"

وصیت کی شرعی تعریف: اصطلاح شرع میں وصیت سے مراد یہ ہے: کسی پر احسان کرتے ہوئے مرنے کے بعد اسے اپنے مال یا منفعت کا مالک بنانا۔

(ج) ورثاء کے حق میں وصیت کرنا:

ورثاء کے حق میں وصیت کرنا جائز نہیں، کیونکہ وہ اصحاب الفرائض ہیں اور ان کا حصہ قرآن پاک میں طے شدہ ہے۔ دوسرا یہ کہ وصیت کرنے کی صورت میں کسی دوسرے وارث کی حق تلفی ہو سکتی ہے۔ حدیث

مبارکہ میں ہے کہ "اللہ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے اس لیے وارث کے لیے وصیت نہ ہوگی۔"

سوال نمبر 2:- عن عائشة رضي الله عنها أن امرأة قالت يا رسول الله إن أمي افتلتت نفسها ولولا ذلك لتصدقت وأعطت أفيجزی أن أتصدق عنها فقال النبي صلى الله عليه وسلم نعم فتصدقي عنها .

(الف) حدیث مبارکہ کا ترجمہ کریں؟

(ب) کیا متوفی تک عبادات مالیہ اور بدنیہ کا ثواب پہنچتا ہے؟ احادیث کی روشنی میں وضاحت کریں؟

(ج) منکرین کی دلیل "ليس للإنسان إلا ما سعى" کا جواب تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہیں، اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ کچھ نہ کچھ صدقہ کرتیں اور خیرات کرتیں۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں، تو یہ جائز ہوگا؟ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! تم صدقہ کرو ان کی طرف سے۔

(ب) عبادت مالیہ و بدنیہ کا ثواب:

مذکورہ حدیث سے ثابت ہے کہ متوفی تک ان تمام کاموں کا ثواب پہنچتا ہے، جو ان کے ایصال ثواب کے لیے کیے جاتے ہیں۔ اس حوالے سے دلائل درج ذیل ہیں:

1- ایک خاتون نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے اپنی والدہ کو ایک کنیز بھی بطور صدقہ دی، اب وہ وفات پا چکی ہیں اور انہوں نے ترکہ میں وہی کنیز چھوڑی ہے؟ فرمایا: تیرا اجر واجب ہو چکا، میراث میں وہ کنیز تجھے مل جائے گی۔ اس خاتون نے عرض کیا: جب وہ فوت ہوئیں تو ان کے ذمہ ایک مہینے کے روزے واجب تھے تو ایسا کرنا جائز ہوگا کہ میں ان کی طرف سے روزہ رکھ لوں، تو ادائیگی ہو جائے گی؟ فرمایا: ہاں! اگر ان کی طرف سے حج کروں، تو کیا ادا ہو جائے گا؟ فرمایا: ہاں!

2- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان دنیا سے چلا جاتا ہے تو ان کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں ان تین اعمال کے علاوہ صدقہ جاریہ، وہ علم جس سے نفع حاصل ہو اور صالح اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہے۔

(ج) "ليس للانسان الا ما سعى" کا جواب:

بعض مفسرین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "ليس للانسان الا ما سعى" کا حکم اس شریعت میں منسوخ ہے اور اس کا ناسخ یہ فرمان الٰہی ہے: (ترجمہ)

"اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی، ہم ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے۔ اللہ نے آباء کی نیکی کے سبب اولاد کو جنتی بنا دیا۔"

☆ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] ہونے کی خبر دی ہے نہ کہ حصول نفع کے منقطع ہو جانے کی۔ رہا دوسرے کا عمل تو وہ عمل [illegible] ملکیت ہے، اگر وہ کسی مسلمان کو بخش دے تو اس مسلمان کو اس کے اپنے عمل کا ثواب نہیں بلکہ عمل کرنے والے کے عمل کا ثواب ملے گا۔

☆ بعض کے نزدیک یہ حکم کفار کے لیے ہے یعنی کافر کو کوئی بھلائی نہ ملے گی بجز اس کے جو اس نے کی ہو دنیا میں ہی رزق کی فراوانی یا تندرستی وغیرہ سے اس کا عوض دیا جائے گا اور آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔

سوال نمبر3- عن عقبة بن عامر الجهني أنه قال نذرت أختي أن تمشي إلى بيت الله وأمرتني أن أستفتي لها النبي صلى الله عليه وسلم فاستفتيت النبي صلى الله عليه وسلم فقال لتمش ولتركب.

(الف) حدیث مبارکہ کا ترجمہ کریں؟

(ب) نذر کی تعریف کرتے ہوئے اس کی اقسام مع الحکم تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری بہن نے بیت اللہ (حج) کے لیے پیدل جانے کی نذر مانی، پس اس نے مجھے حکم دیا کہ میں اس سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کروں۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بابت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: وہ پیدل چلے اور سوار بھی ہو جائے۔

(ب) اقسام نذر مع حکم:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نذر کی چار قسمیں ہیں:

1- جس شخص نے ایسی نذر مانی جس کو مقرر نہیں کیا تو اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔

2- جس نے گناہ کی قسم کھائی تو اس کا کفارہ بھی کفارہ قسم کی مثل ہے۔

3- جس کسی نے ایسی بات کی قسم کھائی جس کو پورا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کا کفارہ، کفارہ قسم کی طرح ہے۔

4- جس نے ایسی بات کی نذر مانی جس کو پورا کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی نذر پوری کرے۔

سوال نمبر4: إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيَنْقُصُ الْعِلْمُ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَيُلْقَى الشُّحُّ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَيَّةُ هُوَ قَالَ

اَلْقَتْلُ اَلْقَتْلُ .

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) حدیث شریف کے ہر جز کی اس طرح تشریح کریں کہ مکمل وضاحت ہو جائے؟

جواب:(الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمانہ سمٹ جائے گا، علم کم ہو جائے گا، بخل عام ہو گا اور ہرج زیادہ ہو گا۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! ہرج کیا ہے؟ فرمایا: قتل، قتل۔

(ب) حدیث مبارکہ کی تشریح:

اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو علامتیں بیان کی ہیں، وہ قرب قیامت کی ہیں۔

1- یتقارب الزمان: قرب قیامت زمانہ سمٹ جائے گا۔ سال مہینوں، مہینے ہفتے، ہفتے دنوں اور دن گھنٹوں کے برابر ہو جائے گا۔

2- ینقص العلم: علماء کو اٹھا لیا جائے گا، علم کی کمی ہو جائے گی، پڑھنے پڑھانے والا کوئی نہ ہو گا، یہاں تک کہ دو آدمیوں میں بصورت جھگڑا مسئلہ حل کرانے کے لیے کوئی نہ ملے گا۔

3- تظہر الفتن: فتنے ظاہر ہوں گے، بے حیائی عام ہو گی، دین کی نافرمانی کی جائے گی، احکام شرع کی پاسداری نہ کی جائے گی اور شعائر اسلام کی توہین کی جائے گی، ایسے فتنے ہوں گے کہ ان سے بچنا دشوار ہو گا۔

4- یلقی الشح: بخل پھیل جائے گا، لوگ اس قدر کنجوسی کریں گے کہ صاحب نصاب ہونے کے باوجود زکوٰۃ ادا نہ کریں گے۔ مال کی محبت ان کے دلوں میں رچ بس گئی ہو گی کہ کوئی امیر غریب پر رحم نہیں کھائے گا۔

5- یکثر الھرج: ہرج کثیر ہو گا۔ ہرج کے بارے میں پوچھا گیا کہ یہ کیا ہے؟ تو فرمایا: قتل، قتل۔ یعنی ہر طرف قتل عام ہو گا۔ بھائی بھائی کے خون کا پیاسا ہو گا۔ بیٹا باپ اور باپ بیٹے کو قتل کرنے سے گریز نہ کرے گا۔

الاختبار السنوی النھائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اھل السنۃ) پاکستان

الشھادۃ العالمیۃ "السنۃ الثانیۃ" للطالبات

الموافق سنۃ 1443ھ/2022ء

الورقۃ الخامسۃ: سنن النسائی وابن ماجۃ

الوقت المحدد: ثلاث ساعات   مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: ہر حصے سے دو دو سوال حل کریں۔

حصہ اول......سنن النسائی

سوال نمبر1:- عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای النساء خیر قال التی تسرہ اذا نظر وتطیعہ اذا امر ولاتخالفہ فی نفسھا ومالھا بما یکرہ۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۱۵=۷+۸

(ب) حدیث مبارکہ کی شرح کریں؟ ۱۰

سوال نمبر2:- عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رجلا اراد ان یتزوج امرأۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انظر الیھا فان فی اعین الأنصار شیئا

(الف) ترجمہ کریں نیز واضح کریں کہ "فی أعین الأنصار شیئا" سے کیا مراد ہے؟ ۱۵=۷+۸

(ب) قبل از نکاح عورت کو دیکھنے کے حوالے سے حکم شرعی کیا ہے؟ نیز یہ بھی واضح کریں کہ رشتہ طے کرنے کے لیے کسی سے مشورہ کیا جائے تو کیا خاطب (نکاح کا پیغام بھیجنے والا) کے عیب بیان کیے جا سکتے ہیں۔ ۱۰

سوال نمبر3:- عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طیب الرجال ماظھر ریحہ وخفی لونہ وطیب النساء ماظھر لونہ وخفی ریحہ۔

(الف) ترجمہ کریں نیز واضح کریں "ما ظھر لونہ وخفی ریحہ" سے کیا مراد ہے؟ ۱۵=۷+۸

(ب) خواتین کے لیے کیسی خوشبو استعمال کرنا ممنوع ہے اور مردوں کے لیے کون سے رنگ نا جائز ہیں؟ ۱۰

القسم الثانی ...... سنن ابن ماجہ

سوال نمبر 4:- عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دعوت الله فادع ببطون كفيك ولا تدع بظهورهما فإذا فرغت فامسح بها وجهك .

(الف) حدیث مبارکہ کا ترجمہ کریں؟ ۱۰

(ب) احادیث مبارکہ کی روشنی میں آداب دعا پر جامع مضمون تحریر کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 5:- عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم سيأتيكم أقوام يطلبون العلم فإذا رأيتموهم فقولوا لهم مرحبا مرحبا بوصية رسول الله صلى الله عليه وسلم واقنوهم .

(الف) حدیث مبارکہ کا ترجمہ کریں؟ ۱۰

(ب) حدیث مبارکہ کی روشنی میں آداب علم اور متعلمین کے حقوق واضح کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 6:- عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم طلب العلم فريضة على كل مسلم وواضع العلم عند غير أهله كمقلد الخنازير الجوهر واللؤلؤ والذهب .

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟ ۱۰

(ب) کون سا اور کتنا علم حاصل کرنا فرض ہے؟ نیز حدیث شریف کے دوسرے حصہ کی وضاحت سپرد قلم کریں؟ ۱۵

☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2022ء

پانچواں پرچہ: سنن نسائی وابن ماجہ

حصہ اول...... سنن النسائی

سوال نمبر 1: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ قَالَ "الَّتِي تَسُرُّهُ إِذَا نَظَرَ وَتُطِيعُهُ إِذَا أَمَرَ وَلَا تُخَالِفُهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ"

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) حدیث مبارکہ کی شرح کریں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: کوئی عورت بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ عورت کہ جب اسے شوہر دیکھے تو اسے خوش کر دے، وہ حکم کرے تو اس کی فرمانبرداری کرے اور اپنی جان و مال میں اس کی مخالفت نہ کرے، جو اسے پسند نہ ہو۔

(ب) شرح حدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی عورت سے نکاح کرنے کے لیے چار چیزوں کو ملحوظ رکھا جاتا ہے: (۱) مالدار ہو، (۲) حسب و نسب والی ہو، (۳) حسین و جمیل، (۴) وہ دیندار ہو۔ لہٰذا دیندار عورت کو اپنا مطلوب قرار دیا جائے، حسب نسب اور مالدار عورت کو ہرگز ترجیح نہ دی جائے۔ جو عورت اپنی ذات میں شرف و بلندی رکھتی ہو، وہ قبیلہ و خاندان اور عزت بھی رکھتی ہو۔ انسان کی یہ فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ ایسی عورت سے نکاح کرے جو صاحب حیثیت، خاندان میں وقار رکھتی ہو۔ عام طور پر لوگ عورت سے نکاح کرنے کے سلسلہ میں مذکورہ چار چیزوں کو بطور خاص ملحوظ خاطر رکھتے ہیں کہ کوئی شخص تو مالدار عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے، بعض لوگ اچھے حسب و نسب والی عورت کو بیوی بنانا پسند کرتے ہیں، بہت سے لوگوں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ایک حسین و جمیل عورت ان کی رفیقہ حیات بنے اور کچھ نیک بندے دین دار عورت کو ترجیح دیتے ہیں۔ لہٰذا دین و مذہب سے تعلق رکھنے والے شخص کو چاہیے کہ وہ دین دار عورت سے نکاح کرنے کی کوشش کرے، کیونکہ اس میں دارین کی بھلائی و فلاح ہے۔

سوال نمبر 2: عن ابی هريرة رضي الله عنه أن رجلا أراد أن يتزوج امرأة فقال النبي صلى الله عليه وسلم نظر إليها فإن في أعين الأنصار شيئا۔

(الف) ترجمہ کریں نیز واضح کریں کہ "في أعين الأنصار شيئا" سے کیا مراد ہے؟

(ب) قبل از نکاح عورت کو دیکھنے کے حوالے سے حکم شرعی کیا ہے؟ نیز یہ بھی واضح کریں کہ رشتہ طے کرنے کے لیے کسی سے مشورہ کیا جائے تو کیا خاطب (نکاح کا پیغام بھیجنے والا) کے عیب بیان کیے جا سکتے ہیں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا، پس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اسے دیکھ لو، کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ ہوتا ہے۔

فی اعین الانصار شیئاً سے مراد:

اس سے مراد ہے کہ انصار کی لڑکیوں کی آنکھوں میں کوئی عیب ہوتا ہے کسی بیماری کے سبب یا قدرتی طور پر۔ ایسا آپ نے اس لیے فرمایا کہ اگر بعد میں پتہ چلنے پر ناپسند ہو اور عورت کو چھوڑ دیا جائے تو یہ اچھی بات نہ ہوگی۔

(ب) مخطوبہ کو ایک نظر دیکھنا:

جمہور کے نزدیک صرف چہرہ اور ہتھیلیاں دیکھ سکتے ہیں، باقی بدن دیکھنا جائز نہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک لڑکی سے اجازت لینا ضروری ہے تا کہ وہ بچ سکے۔ ... کے نزدیک میلان یا شہوت کا اندیشہ ہو تو دیکھنا جائز نہیں جبکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز ہے کیونکہ یہی دیکھنے کا مقصد ہے۔

خاطب کے عیب ظاہر کرنا:

اگر کوئی رشتہ طے کرتے وقت کسی سے مشورہ کرے تو اسے چاہیے کہ خاطب سے متعلق جو بات بھی وہ جانتا ہو ظاہر کر دے تا کہ آئندہ پیش آنے والی مشکلوں سے بچا جا سکے۔ اس کی دلیل مذکورہ بالا حدیث ہے۔

سوال نمبر 3: عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم طيب الرجال ما ظهر ريحه وخفي لونه وطيب النساء ما ظهر لونه وخفي ريحه۔

(الف) ترجمہ کریں نیز واضح کریں "ما ظهر لونه وخفي ريحه" سے کیا مراد ہے؟

(ب) خواتین کے لیے کیسی خوشبو استعمال کرنا ممنوع ہے اور مردوں کے لیے کونسے رنگ ناجائز ہیں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر نہ ہو مگر خوشبو ظاہر ہو جائے۔ عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ نمایاں ہو مگر خوشبو ظاہراً معلوم نہ ہو۔

"ما ظهر لونه وخفي ريحه" کی تشریح:

"ما ظهر لونه وخفي ريحه" سے مراد یہ ہے کہ ایسی خوشبو جس کا رنگ نمایاں اور خوشبو چھپی ہوئی ہو یعنی اس میں عورت کے لیے نمایاں وواضح حکم ہے کہ وہ تیز خوشبو استعمال نہ کرے تاکہ دائیں بائیں نہ پھیلے، گویا قریب سے گزرنے والے اس خوشبو کو محسوس نہ کر سکیں۔

(ب) خواتین کے لیے ممنوعہ خوشبو:

اگر کسی عورت نے ایسی تیز خوشبو استعمال کی کہ وہ جہاں سے گزرے قریب سے گزرنے والے لوگ محسوس کریں، تو وہ عورت زنا کرنے والی ہے۔ لہٰذا عورت کو چاہیے کہ ایسی خوشبو کا استعمال کرے جس کا رنگ ظاہر ہو مگر پھیلنے والی نہ ہو۔

مردوں کے لیے رنگوں کی ممانعت:

مردوں کے لیے کسم، زعفران، خلوق کے رنگ ناجائز ہیں۔ ایک مرتبہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا اس نے خلوق لگائی ہوئی تھی، آپ نے اسے بلا کر فرمایا: جاؤ اور دھو ڈالو اور آئندہ کبھی یہ استعمال نہ کرنا۔

حصہ دوم...... سنن ابن ماجہ

سوال نمبر 4:- عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دعوت الله فادع ببطون كفيك ولا تدع بظهورهما فإذا فرغت فامسح بها وجهك.

(الف) حدیث مبارکہ کا ترجمہ کریں؟

(ب) احادیث مبارکہ کی روشنی میں آداب دعا پر جامع مضمون تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم دعا کرو اللہ سے تو اپنی ہتھیلیوں کے باطن سے اور ہاتھ اٹھا کر کے دعا نہ کرو۔ پس جب فارغ ہو جاؤ تو اپنے دونوں ہاتھوں کو چہرے پر مل لو۔

(ب) دعا کے آداب:

آداب دعا میں سے یہ ہے کہ دونوں ہاتھ سینہ کے مقابل اس طرح بلند کیے جائیں کہ انگلیوں کا رخ

ہے۔ چہرہ کے سامنے ہو اور دونوں ہاتھوں کے درمیان چار انگلیوں کا فاصلہ ہو۔ پھر جب دعا کا اختتام ہو جائے تو ہاتھوں کو چہرہ پر مل لیا جائے۔ دعا کرتے ہوئے منہ قبلہ شریف کی طرف ہو۔ دعا عاجزی اور خشوع خضوع سے مانگی جائے۔ دعا رغبت اور خوف سے مانگی جائے اور تین بار دعا کی جائے۔

سوال نمبر 5: عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم سيأتيكم أقوام يطلبون العلم فإذا رأيتموهم فقولوا لهم مرحبا مرحبا بوصية رسول الله صلى الله عليه وسلم واقنوهم ۔

(الف) حدیث مبارکہ کا ترجمہ کریں؟

(ب) حدیث مبارکہ کی روشنی میں آداب علم اور متعلمین کے حقوق واضح کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مشرق کی طرف سے لوگ تمہاری طرف آئیں گے، وہ علم حاصل کرنے کے خواہشمند ہوں گے۔ جب وہ تمہاری طرف آئیں، تو انہیں مرحبا کہنا۔ جن سے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی ان کے بارے میں بھلائی کی تلقین کو قبول کرو۔

(ب) علم کے آداب:

علمائے کرام نے اسلامی علم کو حاصل کرنے کے لیے بہت سے آداب بیان کیے ہیں، ان میں سے کچھ یہ ہیں:

☆ حصول علم کے لیے نیت خالص ہو۔ ☆ علم حاصل کرنے کے لیے جستجو کی جائے۔ ☆ جو علم حاصل کیا جائے، اس پر عمل کیا جائے۔ ☆ علم کو صبر اور ہمیشگی سے حاصل کیا جائے، [illegible] سے متنفر ہو جائے۔ ☆ حق بات جاننے میں شرم اور ہچکچاہٹ نہ ہو۔ ☆ جو کچھ بھی سیکھیں، اسے اچھی طرح یاد رکھیں۔ ☆ اپنے لیے ایسی صحبت کا چناؤ کیا جائے، جو علم دوست ہو وغیرہ۔

حقوق متعلمین:

متعلم یا علم حاصل کرنے کے شوقین جب علم حاصل کرنے آئیں، تو انہیں "مرحبا" کہا جائے۔ ☆ ان کے ساتھ بھلائی کی جائے۔ ☆ ان کی تعلیم و تربیت میں کمی و کوتاہی نہ کی جائے۔ ☆ ان کے ساتھ شفقت و محبت کا برتاؤ کرنا چاہیے۔ ☆ ان کے قلوب کو نور علم سے منور کیا جائے۔

سوال نمبر 6: عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم طلب العلم فريضة على كل مسلم وواضع العلم عند غير أهله كمقلد الخنازير الجوهر واللؤلؤ والذهب ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟

(ب) کون سا اور کتنا علم حاصل کرنا فرض ہے؟ نیز حدیث شریف کے دوسرے حصہ کی وضاحت سپردِ قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور نااہل کو علم سکھانا ایسا ہے جیسے خنزیر کے گلے میں جواہرات، موتیوں اور سونے کا ہار پہنایا جائے۔

(ب) کونسا اور کتنا علم حاصل کرنا فرض ہے؟

ضروریاتِ زندگی کے مطابق علم دین حاصل کرنا فرض عین اور تمام علوم اسلامیہ کا حصول فرض کفایہ ہے یعنی محلہ یا گاؤں یا علاقہ میں سے ایک شخص بھی تمام علوم اسلامیہ حاصل کر لیتا ہے تو سب بری الذمہ ہوں ورنہ سب گناہگار رہوں گے۔ ہاں ہم زندگی کے جس شعبہ میں کوئی کام کرتا ہو اس حوالے سے تمام اسلامی احکام کا علم فرض عین ہے۔

حدیث مبارکہ کے دوسرے حصہ کی وضاحت:

حدیث مبارکہ کے دوسرے حصے میں نااہل لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے، ان سے مراد یہ لوگ ہیں:

"نااہل" سے مراد:

باشعور، عمل کا ذوق رکھنے والے اور مذہبی ذہن رکھنے والے لوگوں کو علم دین کی تعلیم دینا چاہیے مگر نااہل لوگوں کو ہرگز ہرگز تعلیم نہیں دینی چاہیے۔ نااہل سے مراد یہ لوگ ہو سکتے ہیں:

(۱) بدمذہب لوگ، (۲) دینی و مذہبی ذہن نہ رکھنے والے لوگ، (۳) وہ لوگ جن کی بے عملی یقینی ہو (۴) مذہب و اسلام کی بدنامی کا سبب بننے والے لوگ۔

☆☆☆

الاختبار السنوي النهائي تحت اشراف تنظيم المدارس (اهل السنة) باكستان

الشهادة العالمية "السنة الثانية" للطالبات

الموافق سنة 1443ھ/2022ء

الورقة السادسة: شرح معاني الآثار

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: تینوں سوالات کا حل مطلوب ہے۔

سوال نمبر1:-عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه كان إذا قام إلى الصلوة المكتوبة كبر ورفع يديه حذو منكبيه ويصنع مثل ذلك إذا قضى قراءته إذا أراد أن يركع ويصنعه إذا فرغ ورفع من الركوع ولا يرفع يديه في شيء من صلاته وهو قاعد وإذا قام من السجدتين رفع يديه كذلك كبر .

(الف) حدیث کا ترجمہ کریں اور تشریح اس طرح کریں کہ مسئلہ کی وضاحت ہو جائے؟ ۲۰=۱۰+۱۰

(ب) مذکورہ مسئلہ میں احناف کا موقف مع الدلائل بیان کریں؟ ۱۳

سوال نمبر2:-قال أبو جعفر فعبد الله من أولئك الذين كانوا يقربون من النبي صلى الله عليه وسلم ليعلموا أفعاله في الصلوة كيف هي فيعلموا الناس ذلك فما حكوا من ذلك أولى مما جاء به من كان أبعد منه منهم في الصلوة فإن قالوا ما ذكرتموه عن ابراهيم عن عبدالله غير متصل .

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور حضرت ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ کی وہ روایت بیان کریں جس کی طرف اس عبارت میں اشارہ کیا گیا ہے؟ ۲۰=۱۰+۱۰

(ب) مذکورہ عبارت میں حضرت ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت پر جو اعتراض کیا گیا ہے آپ اس اعتراض کا جواب تحریر کریں؟ ۱۳

سوال نمبر3:-عن أبي مجلز قال سألت ابن عباس عن الوتر فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ركعة من آخر الليل .

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ یہ حدیث کس کے مذہب کی مؤید ہے؟ ۲۰=۱۰+۱۰

(ب) رکعات وتر کے بارے میں صرف احناف کا مذہب دلائل سے ثابت کریں؟ ۱۳

سوال نمبر 4:-عن جابر قال طلقت خالة لی فارادت ان تخرج فی عدتها الی نخل لها فقال لها رجل لیس ذلك لك فاتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اخرجی الی نخلك وجدیه فعسی ان تصدقی وتصنعی معروفا ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ تحریر کریں؟ ۲۰=۱۰+۱۰

(ب) عدتِ وفات اور عدتِ طلاق کے دوران عورت کا گھر سے باہر جانا درست ہے یا نہیں؟ اپنا موقف دلائل سے ثابت کریں؟ ۱۳

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2022ء

چھٹا پرچہ: شرح معانی الآثار

سوال نمبر 1:- عن علی بن ابی طالب رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم أنه كان إذا قام إلى الصلوة المكتوبة كبر ورفع يديه حذو منكبيه ويصنع مثل ذلك إذا قضى قراءته إذا أراد أن يركع ويصنعه إذا فرغ ورفع من الركوع ولا يرفع يديه في شيء من صلوته وهو قاعد وإذا قام من السجدتين رفع يديه كذلك كبر.

(الف) حدیث کا ترجمہ کریں اور تشریح اس طرح کریں کہ مسئلہ کی وضاحت ہو جائے۔

(ب) مذکورہ مسئلہ میں احناف کا موقف مع الدلائل بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں کہ جب آپ فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے، تو تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کرتے اپنے کندھوں تک اور ایسا ہی آپ اس وقت کرتے جب اپنی قرأت مکمل کر لیتے اور رکوع کرنے کا ارادہ فرماتے۔ جب رکوع سے فارغ ہوتے تو پھر بھی ایسا ہی کرتے۔ پھر اپنے ہاتھوں کو بلند نہ فرماتے بقیہ نماز کے دوران۔ جب آپ بیٹھے ہوتے، لیکن جب دو سجدوں کے بعد کھڑے ہوتے، اپنے ہاتھوں کو بلند کرتے اور اسی طرح تکبیر کہتے۔

مذکورہ مسئلہ کی تشریح:

امام ابوجعفر رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ اہل علم میں سے ایک قوم ان آثار کی طرف گئی ہے انہوں نے رکوع کرتے وقت، اس سے اوپر اٹھتے وقت اور پہلے قعدہ کے بعد دوبارہ کھڑے ہوتے وقت رفع یدین کرنے کو تمام نمازوں میں واجب قرار دیا ہے۔ وہ مذکورہ حدیث مبارک سے استدلال کرتے ہیں۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگ حدیث خطاء کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وہ مستحق نہیں ہیں کہ اگر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا ہو اور پھر بعد میں خود اس کو چھوڑ دیا ہو۔

(ب) احناف کا موقف مع الدلائل:

نماز میں رفع یدین کے حوالے سے احناف کا موقف یہ ہے کہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کیا جائے گا، یہی مسنون طریقہ ہے اور اس کے علاوہ ہرگز رفع یدین نہیں کیا جائے گا۔ حضرت براء بن عازب

رضی اللہ عنہ والی روایت احناف کی مؤید ہے۔

دلائل:

1- قال ابن مسعود رضی اللہ عنہ الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی ولم یرفع الا فی اول مرۃ ۔(جامع ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: کیا میں تمہیں ایسی نماز نہ پڑھاؤں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے، پھر انہوں نے نماز پڑھائی جس میں آغاز (تکبیر تحریمہ) کے علاوہ رفع یدین نہ کیا تھا۔

2- حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھاتے دیکھا، اس کے بعد دوبارہ ایسا نہ کرتے۔

3- حضرت کلیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ تکبیر اولیٰ میں اپنے ہاتھ بلند فرماتے، پھر دوبارہ بلند نہ فرماتے تھے۔

سوال نمبر 2:- قال ابو جعفر فعبد اللہ من اولئک الذین کانوا یقربون من النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیعلموا افعالہ فی الصلوۃ کیف ھی؟ لیعلموا الناس ذلک فما حکوا من ذلک اولی مما جاء بہ من کان ابعد منہ منہ فی الصلوۃ فان قالوا ما ذکرتموہ عن ابراھیم عن عبداللہ غیر متصل ۔

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور حضرت ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ کی وہ روایت بیان کریں جس کی طرف اس عبارت میں اشارہ کیا گیا ہے۔

(ب) مذکورہ عبارت میں حضرت ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت پر جو اعتراض کیا گیا آپ اس اعتراض کا جواب تحریر کریں؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ایک ہیں، جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی تھے، تاکہ وہ علم حاصل کر لیں نماز کے دوران آپ کے افعال کا کہ آپ کیسے نماز ادا کرتے تھے تاکہ وہ لوگوں کو اس کی تعلیم دے سکیں؟ تو ان حضرات نے اس سے متعلق جو بات بیان کی وہ اس سے زیادہ مستند ہوگی کہ اس صحابی کی نقل سے جو دوران نماز ان حضرات سے زیادہ دور ہوتے تھے۔ پس اگر وہ لوگ کہیں کہ تم ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہو، وہ غیر متصل سند رکھتی ہے۔

حضرت ابراہیم کی بیان کردہ روایت:

☆ عن ابراهيم قال: كان عبدالله لا يرفع يديه في شيء من الصلوة الا في الافتتاح .

☆ عن المغيرة قال قلت لابراهيم حديث وائل انه راى النبي يرفع يديه اذا افتتح الصلوة واذا ركع واذا رفع راسه من الركوع؟ فقال ان كان وائل راه مرة يفعل ذلك فقد راه عبدالله خمسين مرة لا يفعل ذلك .

(ب) حضرت ابراہیم کی روایت پر وارد اعتراض کا جواب:

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو ترک رفع یدین سے متعلق بطور دلیل استدلال کیا ہے۔ جب کہ اعتراض یہ ہے کہ ان کی ملاقات حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہونا ثابت نہیں۔ لہٰذا ان کی حدیث غیر متصل اور ناقابل استدلال ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابراہیم نخعی، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جب کوئی روایت "مرسل" روایت کے طور پر نقل کرتے ہیں اور اس وقت مرسل نقل کرتے ہیں جب وہ ان کے نزدیک زیادہ قوی ہو۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے تواتر کے ساتھ منقول ہو۔ اعمش نے ان سے کہا کہ جب آپ مجھے حدیث بیان کرتے ہیں، تو سند بھی بیان کیجئے؟ انہوں نے جواب دیا: جب میں کہوں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ بیان فرمایا، تو میں ایسا اس وقت کہوں گا جب کہ میں وہ حدیث حضرت عبداللہ کے حوالے سے ایک جماعت نے بیان کی ہو۔ جب کہوں فلاں نے حضرت عبداللہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے، تو اس سے مراد صرف اس شخص نے مجھے حدیث سنائی ہے۔

سوال نمبر3:۔عن ابي مجلز قال سالت ابن عباس عن الوتر فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ركعة من اخر الليل .

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ یہ حدیث کس کے مذہب کی مؤید ہے؟

(ب) رکعات وتر کے بارے میں صرف احناف کا مذہب دلائل سے ثابت کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: ابو مجلز بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وتر سے متعلق دریافت کیا؟ انہوں نے کہا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: وتر رات کے آخری حصہ میں ایک رکعت ہے۔ میں نے سوال کیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ رات کے آخری حصہ کی ایک رکعت ہے۔

مذکورہ حدیث کا مذہب:

مذکورہ حدیث امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کے مذہب کی تائید کرتی ہے۔ان کے نزدیک نماز وتر ایک ہی رکعت ہے۔

(ب) رکعات وتر سے متعلق احناف کا موقف مع الدلائل:

نماز وتر واجب ہے اور نماز وتر تین رکعت ہیں اور اس میں قعدہ اولیٰ واجب ہے اور قعدہ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھ کر کھڑا ہو جائے، نہ درود پڑھے اور نہ سلام پھیرے جیسے نماز مغرب میں کرتے ہیں۔ اگر قعدہ اولیٰ بھول گیا، تو لوٹنے کی اجازت نہیں بلکہ سجدہ سہو کرے۔ وتر کی تینوں رکعتوں میں مطلقاً قرأت فرض ہے اور ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ ملانا واجب ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک، تین، پانچ اور اسی طرح گیارہ رکعت سے وتر بناتے تھے۔

تین رکعت والی روایت مضطرب ہے۔

ایک غیر معروف روایت میں سترہ (17) رکعت وتر کا ذکر ہے۔

تمام رکعتیں جنہیں ... وتر کا نام دیا ہے، یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شب کی نماز یعنی تہجد تھی اور رات کو تہجد پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔

دلائل:

1-سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے کہ وتر تین رکعات ہیں اور ان کے درمیان سلام نہ پھیرا جائے گا۔

2-سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی ٥ دوسری رکعت میں سورۃ الکٰفِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں سورہ اخلاص و معوذتین پڑھتے تھے۔

3-ایک روایت میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء سے لیکر فجر تک جو رکعات ادا کرتے ان کی تعداد گیارہ تھی۔

سوال نمبر 4:-عن جابر قال طلقت خالة لى فارادت ان تخرج فى عدتها الى نخل لها فقال لها رجل ليس ذلك لك فاتت النبى صلى الله عليه وسلم فقال اخرجى الى نخلك وجديه فعسى ان تصدقى وتصنعى معروفا ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ تحریر کریں؟

جواب:(الف) حدیث پر اعراب: عَنْ جَابِرٍ قَالَ طُلِّقَتْ خَالَةٌ لِّیْ فَاَرَادَتْ اَنْ تَخْرُجَ فِیْ

جِدَّتُهَا إِلَى نَخْلٍ لَهَا فَقَالَ لَهَا رَجُلٌ لَيْسَ ذٰلِكَ لَكِ فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اُخْرُجِيْ إِلَى نَخْلِكِ وَجُدِّيْهِ فَعَسٰى أَنْ تَصَدَّقِيْ وَتَصْنَعِيْ مَعْرُوْفًا.

(ب) عدت وفات اور عدت طلاق کے دوران عورت کا گھر سے باہر جانا درست ہے یا نہیں؟ اپنا موقف دلائل سے ثابت کریں؟

ترجمہ عبارت: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ کو طلاق ہوگئی، پس انہوں نے عدت کے دوران باغ میں جانا چاہا تو ایک شخص نے انہیں کہا: تمہیں اس کا حق حاصل نہیں۔ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں، تو آپ نے فرمایا: تم اپنے باغ میں جاؤ اور وہاں محنت مزدوری کرو۔ ہوسکتا ہے تم صدقہ کرو اور اس کو نیکی کے کاموں میں استعمال کرو۔

(ب) دوران عدت گھر سے باہر جانا:

بعض حضرات کے نزدیک عدت وفات یا عدت طلاق میں عورت (اپنی عدت کے دوران) جہاں چاہے سفر کر سکتی ہے۔ جس سے متعلق انہوں نے مذکورہ حدیث سے استدلال کیا ہے۔

کچھ حضرات نے اس کی مخالفت کی ہے، وہ کہتے ہیں:

عدت وفات کے دوران عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے گھر سے دن کے وقت نکل سکتی ہے لیکن رات اسے اپنے گھر میں ہی بسر کرنا ہوگی۔ البتہ عدت طلاق کے دوران عورت دن یا رات میں کسی بھی وقت گھر سے باہر نہیں نکل سکتی۔

دلائل:

1- سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ہدایت کی کہ تم تین دن تک گھر میں رہو، اس کے بعد جو چاہو کرو۔

یہ حکم ایک مخصوص وقت کے لیے تھا بعد میں منسوخ ہوگیا اور عورتوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے گھر میں چار ماہ دس دن تک عدت میں رہیں۔

2- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے، وہ اپنے گھر کے علاوہ کہیں اور رات بسر نہیں کر سکتی۔

3- حضرت طلق بن عبد الرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی عورت کو طلاق بتہ دے دی، پھر وہ عراق چلے گئے۔ اس عورت نے ابن مسیب، سالم، سلیمان بن یسار وغیرہ سے پوچھا: کیا وہ اپنے گھر سے باہر نکل سکتی ہے؟ تو ان سب نے جواب دیا: نہیں تم اپنے گھر میں رہو۔

☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الاولیٰ: لصحیح البخاری

الملاحظة: اجب عن ثلثة فقط۔

سوال نمبر۱: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْاٰنَ فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ

(الف) حدیث مبارکہ پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۲۰=۱۰+۱۰

(ب) وحی کی تعریف اور وحی کی مختلف صورتوں میں سے کوئی دو تحریر کریں؟ ۱۴=۸+۶

سوال نمبر۲: قال انس رضی الله عنه اتانا رسول الله صلی الله علیه وسلم فی دارنا هذه فاستسقی فحلبنا شاة لنا ثم شبته من ماء بئرنا هذه فاعطیته و ابوبکر رضی الله عنه عن یساره وعمر رضی الله عنه تجاهه واعرابی عن یمینه فلما فرغ قال عمر رضی الله عنه هذا ابوبکر رضی الله عنه فاعطی الاعرابی فضله ثم قال الأیمنون الأیمنون

(الف) حدیث مبارکہ کا ترجمہ اور خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق کریں؟ ۲۵=۱۰+۱۵

(ب) مختصر تشریح کرتے ہوئے بتائیں کہ اس حدیث مبارک سے ہماری کیا تربیت ہوتی ہے؟

سوال نمبر۳: استعمل النبی رجلا من الازد علی الصدقة فلما قدم قال هذا لکم وهذا اهدی لی قال فهلا جلس فی بیت ابیه او بیت امه فینظر ایهدی له ام لا والذی نفسی بیده لا یأخذ احد منه شیئا الا جاء به یوم القیامة یحمله علی رقبته ان کان بعیرا له رغاء او بقرة لها خوار او شاة تیعر

(الف) حدیث مبارکہ پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۲۵=۱۰+۱۵

(ب) عمال وحکام کو ملنے والے تحائف کے بارے حکم شرعی کی وضاحت کریں؟ ۸

سوال نمبر۴: عن ابی هریرة رضی الله عنه قال ما عاب النبی صلی الله علیه وسلم طعاما قط ان اشتهاه اکله والا ترکه

(الف) ترجمہ کریں اور کھانے کے کوئی سے تین آداب زینت قرطاس کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

سئل البراء رضی اللہ عنہ اکان وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثل

السیف؟ قال لا بل مثل القمر.

(ب) ترجمہ کریں اور رخ نبوی کو چاند کے مشابہ قرار دینے کی حکمت تحریر کریں؟ ۸+۵=۱۳

☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت ۲۰۲۳ء

پہلا پرچہ: صحیح بخاری

سوال نمبر۱: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ فَلَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ

(الف) حدیث مذکور پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) وحی کی تعریف اور وحی کی مختلف صورتوں میں سے کوئی دو تحریر کریں؟

جوابات: (الف) اعراب:

اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی انسان تھے، رمضان المبارک کے مہینے میں آپ زیادہ سخاوت کیا کرتے تھے۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام رمضان المبارک کے مہینے میں روزانہ رات کے وقت آپ کے پاس حاضر ہوتے تھے۔ اور آپ کے ساتھ قرآن مجید کا دور کرتے تھے۔ بھلائی کے حوالے سے آپ ہوا سے بھی زیادہ سخاوت کا مظاہرہ فرماتے تھے۔

(ب) وحی کی تعریف:

وحی اس کلام کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کی طرف نازل فرماتا ہے۔

بالفاظ دیگر وحی کا اصطلاحی معنی یہ ہے: اللہ کے نبیوں میں سے کسی نبی پر جو کلام نازل کیا جاتا ہے وہ

وحی ہے۔

وحی کی صورتیں:

وحی کی متعدد صورتیں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

(i) گھنٹی کی آواز کی صورت میں آپ کے پاس وحی آتی تھی۔

(ii) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب میں کوئی معنی القاء کیا جاتا تھا۔

(iii) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند میں کوئی واقعہ دکھا دیا جاتا تھا۔

(iv) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتہ انسانی شکل میں آتا تھا۔

سوال نمبر ۲: قال انس رضي الله عنه اتانا رسول الله صلى الله عليه وسلم في دارنا هذه فاستسقى فحلبنا شاة لنا، ثم شبته من ماء بئرنا هذه فاعطيته و ابوبكر رضي الله عنه عن يساره وعمر رضي الله عنه تجاهه واعرابي عن يمينه فلما فرغ قال عمر رضي الله عنه هذا ابوبكر رضي الله عنه فاعطى الاعرابي فضله ثم قال الأيمنون الأيمنون

(الف) حدیث مبارکہ کا ترجمہ اور خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق کریں؟

(ب) مختصر تشریح کرتے ہوئے بتائیں کہ اس حدیث مبارک سے ہماری کیا تربیت ہوتی ہے؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس ہمارے اس گھر میں تشریف لائے، آپ نے پینے کے لیے کچھ مانگا، ہم نے آپ کے لیے بکری کا دودھ دوہ لیا، پھر اپنے اس کنویں سے اس میں کچھ پانی ملایا، وہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت ابوبکر آپ کے بائیں طرف موجود تھے، حضرت عمر آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے دائیں طرف ایک دیہاتی بیٹھا ہوا تھا۔ جب آپ پی کر فارغ ہوئے تو حضرت عمر نے عرض کیا: حضرت ابوبکر اس طرف بیٹھے ہوئے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بچا ہوا اس دیہاتی کو دیا اور فرمایا: دائیں طرف والا پہلے ہوگا، دائیں طرف والا پہلے ہوگا۔

خط کشیدہ کی صرفی تحقیق:

اتانا: صیغہ مذکر غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد مہموز الفاء و ناقص یائی از جیسے ضَرَبَ یَضْرِبُ نَا ضمیر منصوب متصل مفعول ہے۔

فحلبنا: صیغہ جمع متکلم فعل ماضی معروف صحیح از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ۔

(ب) حدیث مبارک کی تشریح:

اس حدیث مبارک میں چند امور کی طرف راہنمائی کی گئی ہے جو یہ ہیں:

(i) اگر کوئی دعوت دے تو اس کی دعوت کو قبول کیا جائے۔

(ii) پینے کے لیے دودھ میں پانی ملایا جا سکتا ہے لیکن بیچنے کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

(iii) دودھ پینا مسنون ہے۔

(iv) بغیر کسی شرعی مانع اور عذر کے ہدیہ قبول کیا جائے۔

(v) مجلس میں کسی مشروب یا کھانے پینے کی چیز کی تقسیم میں دائیں طرف سے ابتداء کی جائے گی اگرچہ بائیں جانب زیادہ اہل شرف لوگ موجود ہوں۔

سوال نمبر 3: استعمل النبی رجلا من الازد علی الصدقة فلما قدم قال هذا لكم وهذا اهدی لی قال فهلا جلس فی بیته ابیه او بیت امه فینظر ایهدی له ام لا والذی نفسی بیده لا یأخذ احد منه شیئا الا جاء به یوم القیامة یحمله علی رقبته ان کان بعیرا له رغاء او بقرة لها خوار او شاة تیعر

(الف) حدیث مبارکہ پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) عمال و حکام کو ملنے والے تحائف کے بارے میں شرعی حکم کی وضاحت کریں؟

جوابات: (الف) اعراب:

اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں؟

ترجمۃ الحدیث:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ ازد سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو صدقہ وصول کرنے پر مامور کیا، وہ آیا اور بولا: یہ مال آپ کے لیے ہے اور یہ مجھے تحفے کے طور پر دیا گیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھر میں کیوں نہ بیٹھے رہے تا کہ پتہ چلتا کہ انہیں تحفہ ملتا ہے یا نہیں۔ اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، جو بھی شخص اس طرح کی کوئی بھی چیز وصول کرے گا تو قیامت کے دن وہ اسے اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے آئے گا۔ اگر وہ اونٹ ہوگا تو وہ آواز نکال رہا ہوگا۔ اگر گائے ہوگی تو وہ بھی اپنی مخصوص آواز نکال رہی ہوگی۔ اگر بکری ہوگی تو وہ بھی منمنا رہی ہوگی۔

(ب) عمال و حکام کو ملنے والے تحائف کا شرعی حکم:

حکومت کا منصب دار ہوتے ہوئے متعین حق سے زیادہ لینا خواہ لوگ اپنی مرضی سے کیوں نہ دیں اور

کسی کو ہدیہ ہے تو وہ مال بھی بیت المال کا حق ہے اور قومی امانت ہے۔ اسے ذاتی تصرف میں لانا جائز نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے، کیونکہ اگر یہ گھر بیٹھ جائیں تو یہ تحائف ان کو نہیں ملتے تھے اور جو ہدیہ کسی ناجائز یا غیر قانونی کام کرانے کے لیے دیا جائے وہ رشوت ہے لینے والے کے لیے ہر حال میں حرام ہے اور دینے والا اگر ظلم سے بچنے یا اپنا حق حاصل کرنے کے لیے دے تو اس کے حق میں رشوت نہیں ہے۔

سوال نمبر۲: عن ابی هريرة رضی الله عنه قال ما عاب النبی صلی الله عليه وسلم طعاما قط ان اشتهاه اكله والا تركه

(الف) ترجمہ کریں اور کھانے کے کوئی سے تین آداب زینت قرطاس کریں؟

سئل البراء رضی الله عنه اكان وجه النبی صلی الله عليه وسلم مثل السيف قال لا بل مثل القمر.

(ب) ترجمہ کریں اور رخ نبوی کو چاند کے مشابہ قرار دینے کی حکمت تحریر کریں؟

جواب: ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی کھانے میں کوئی نقص نہیں نکالا، آپ کو کوئی چیز پسند ہوتی تھی تو اسے کھالیتے تھے اور اگر ناپسند ہوتی تو چھوڑ دیتے تھے۔

کھانے کے آداب:

کھانا کھانے کے آداب مندرجہ ذیل ہیں:

(i) کھانے پینے والی چیزوں میں عیب نہ نکالا جائے۔

(ii) کھانا سامنے آئے تو اطمینان سے کھایا جائے۔

(iii) کھانے کو دائیں ہاتھ سے کھائیں، کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے۔

(ب) ترجمۃ الحدیث:

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا، کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تلوار کی مانند تھا؟ فرمایا نہیں بلکہ چاند کی مانند تھا۔

رخ نبوی کو چاند سے تشبیہ دینے کی حکمت:

سائل نے اس حدیث مبارکہ میں آپ کے رخ انور کی بابت جاننا چاہا کہ آیا وہ کیسا تھا، تلوار کی طرح

لمبوترا اور چمکدار تھا یا کسی اور طرح کا تھا؟ حضرت براء نے جواب دیا کہ وہ تلوار کی مانند لمبوترا نہیں بلکہ چاند کی مانند گول تھا، تلوار سے زیادہ روشن و چمکدار تھا۔ چاند سے تشبیہ دے کر آپ کے چہرہ مبارک کی ملاحت واضح کر دی گئی۔ چاند سے تشبیہ دینے کا ایک مقصد یہ بھی ہے آپ کے چہرہ مبارک کو سب سے حسین چیز سے تشبیہ دی جائے ورنہ یہ سورج، چاند اور سب آپ کے نور سے پیدا اور روشن کیے گئے ہیں۔ سو یہ تمام چیزیں فروعات اور آپ کا نور اصل ہے۔

☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الثانية: لصحيح مسلم

نوٹ: صرف تین سوالات کا حل مطلوب ہے۔

سوال نمبر۱: عن ابن عباس رضي الله عنهما أن رجلا كان مع النبي صلى الله عليه وسلم فوقصته ناقته وهو محرم، فمات، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اغسلوه بماء وسدر، وكفنوه في ثوبيه، ولا تمسوه بطيب، ولا تخمروا رأسه، فإنه يبعث يوم القيامة ملبيا.

(الف) حدیث مبارکہ کی تشکیل کر کے اردو میں ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) احرام کی حالت میں جو شخص فوت ہو گیا اس کا سر اور چہرہ کفن میں ڈھانپا جائے گا یا نہیں؟ احناف اور شوافع کا موقف مدلل لکھیں؟ ۱۳

سوال نمبر۲: عن انس رضي الله عنه قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يلبي بالحج والعمرة جميعا قال بكر: فحدثت بذلك ابن عمر، فقال: لبى بالحج وحده فلقيت انسا فحدثته بقول ابن عمر، فقال انس: ما تعدوننا الا صبيانا، سمعت رسول الله ﷺ يقول: لبيك عمرة وحجا

(الف) حدیث مبارک کا ترجمہ کریں، نیز حج قران، حج تمتع اور حج افراد کی تعریفات لکھیں؟ ۱۲+۱۰=۲۲

(ب) حج قران ادا کرنے کا طریقہ تفصیل سے لکھیں؟ ۱۱

سوال نمبر۳: عن أبي عثمان، قال: لما ادعي زياد لقيت أبا بكرة، فقلت له: ما هذا الذي صنعتم؟ إني سمعت سعد بن أبي وقاص يقول: سمع أذناي من رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يقول: من ادعى أبا في الإسلام غير أبيه، يعلم أنه غير أبيه فالجنة عليه حرام فقال أبو بكرة: وأنا سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم.

(الف) حدیث مذکور کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں نیز خط کشیدہ کی وضاحت کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) جان بوجھ کر اپنے باپ کے نسب سے انکار کرنا کفر ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو جنت کے حرام ہونے کا معنی کیا ہوگا؟ ۱۳

احناف، شوافع کا مذہب مع الدلائل درج ذیل ہے:

احناف کا مذہب:

احناف کے نزدیک محرم کی وفات کے بعد اس کا سر اور چہرہ کفن سے ڈھانپا جائے گا، ان کا نظریہ یہ ہے کہ محرم کی وفات کے بعد اس کا احرام قائم نہیں رہتا، اس کی تجہیز و تکفین عام اموات کی طرح کی جائے گی۔

آپ اس حدیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین کاموں (صدقہ جاریہ، وہ علم جس سے نفع حاصل ہو اور نیک صالح اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے) کے سوا موت سے انسان کا ہر عمل منقطع ہو جاتا ہے۔

پس احرام بھی اس کے اعمال میں سے ایک عمل ہے، تو مرنے کے ساتھ احرام بھی باقی نہ رہا، چنانچہ اگر احرام باقی رہتا تو میت کی طرف سے طواف کیا جاتا اور اس کے باقی مناسک بھی پورے کیے جاتے۔

مصنف عبدالرزاق میں عطاء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے چہرے ڈھانپ دو اور یہود سے مشابہت نہ کرو۔

آپ کے دلائل میں مؤطا میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کے بیٹے حضرت واقد حالت احرام میں وفات پا گئے تو انہوں نے کفن دیا اور اس کا سر اور چہرہ ڈھانپا اور کہا: اگر ہم محرم نہ ہوتے تو تمہیں خوشبو بھی لگاتے۔

شوافع کا مذہب:

امام شافعی کے نزدیک محرم کی وفات کے بعد بھی اس کا احرام باقی رہتا ہے اور اس کی تجہیز و تکفین عام اموات کی طرح نہیں کی جائے گی۔ آپ فرماتے ہیں: جب محرم فوت ہو جائے تو اس کو خوشبو لگانا، سلے ہوئے کپڑے پہنانا اور اس کا سر ڈھانپنا جائز نہیں ہے۔ اس کے برعکس احناف کے نزدیک محرم کا احرام ختم ہو جاتا ہے اور چہرہ ڈھانپا جائے گا۔ آپ کی دلیل سوال میں مذکورہ حدیث ہے۔

احناف کی طرف سے جواب:

اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث عام قاعدہ کے خلاف ہے۔ یہ حکم اس شخص کی خصوصیت کی بنا پر تھا، کیونکہ حدیث میں عموم کا لفظ نہیں ہے، اس لیے دوسرے فوت ہونے والے محرمین پر اس کا حکم لاگو نہ ہوگا۔

سوال نمبر ۳: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ مَنْ كَانَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللهُ مِنْهُ، كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ۔

(الف) اعراب لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) ایمان کا لغوی اور شرعی معنی بیان کریں نیز بتائیں کہ حلاوت ایمان سے کیا مراد ہے؟ ۲+۳+۸=۱۳

☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت ۲۰۲۳ء

دوسرا پرچہ: صحیح مسلم

سوال نمبر ۱: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَمَاتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا تَمَسُّوهُ بِطِيبٍ، وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ، فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا۔

(الف) اعراب لگا کر سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) احرام کی حالت میں جو شخص فوت ہو گیا اس کا سر اور چہرہ کفن میں ڈھانپا جائے گا یا نہیں؟ احناف اور شوافع کا موقف مدلل لکھیں؟

جوابات: (الف) اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حالت احرام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ وہ اپنی اونٹنی سے گر کر انتقال کر گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دو اور اسے دو کپڑوں میں کفن دو، اسے خوشبو نہ لگاؤ اور نہ ہی اس کے سر کو ڈھانپو، کیونکہ یہ قیامت کے دن تلبیہ کہتے ہوئے زندہ ہوگا۔

(ب) محرم مردے کا سر اور چہرہ ڈھانپنے میں اختلاف:

احرام کی حالت میں جو شخص فوت ہو جائے اس کا سر اور چہرہ کفن میں ڈھانپا جائے گا یا نہیں؟ اس میں

احناف وشوافع کا مذہب مع الدلائل درج ذیل ہے:

احناف کا مذہب:

احناف کے نزدیک محرم کی وفات کے بعد اس کا سر اور چہرہ کفن سے ڈھانپا جائے گا۔ ان کا نظریہ یہ ہے کہ محرم کی وفات کے بعد اس کا احرام قائم نہیں رہتا۔ اس کی تجہیز وتکفین عام اموات کی طرح کی جائے گی۔

آپ اس حدیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین کاموں (صدقہ جاریہ، وہ علم جس سے نفع حاصل ہو اور نیک وصالح اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے) کے سوا وفات سے ابن آدم کا ہر عمل منقطع ہو جاتا ہے۔

چونکہ احرام بھی اس کے اعمال میں سے ایک عمل ہے، تو مرنے کے ساتھ احرام بھی باقی نہ رہا۔ کیونکہ اگر باقی رہتا تو میت کی طرف سے طواف کیا جاتا اور اس کے باقی مناسک بھی پورے کیے جاتے۔

مصنف عبدالرزاق میں عطاء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے چہرے ڈھانپ دو اور ان کو یہود سے مشابہ مت کرو۔

آپ کے موقف کی تائید میں مؤطا میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کے بیٹے حضرت واقد حالت احرام میں وفات پا گئے تو انہوں نے اسے کفن دیا۔ اس کا سر اور چہرہ ڈھانپا اور کہا: اگر ہم محرم نہ ہوتے تو تمہیں خوشبو بھی لگاتے۔

شوافع کا مذہب:

امام شافعی کے نزدیک محرم کی وفات کے بعد بھی اس کا احرام باقی رہتا ہے اور اس کی تکفین عام اموات کی طرح نہیں کی جائے گی۔ آپ فرماتے ہیں: جب محرم فوت ہو جائے تو اس کو خوشبو لگا ہوا سلے ہوئے کپڑے پہنانا اور اس کا سر ڈھانپنا جائز نہیں ہے۔ ان کے موافقین کے نزدیک محرم کا سر ڈھانپنا حرام ہے اور چہرہ ڈھانپنا حرام نہیں۔ آپ کی دلیل سوال میں مذکورہ حدیث ہے۔

احناف کی طرف سے جواب:

اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث عام قاعدہ کے خلاف ہے۔ یہ حکم اس شخص کی خصوصیت کی بناء پر تھا، کیونکہ حدیث میں محرم کا لفظ نہیں ہے۔ اس لیے دوسرے فوت ہونے والے محرمین پر اس کا حکم لاگو نہ ہوگا۔

سوال نمبر۲: عن انس رضی الله عنه قال: سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یلبی بالحج والعمرة جمیعا قال بکر: فحدثت بذلك ابن عمر، فقال، لبی بالحج وحده فلقیت انسا فحدثته بقول ابن عمر، فقال انس: ما تعدوننا الا صبیانا، سمعت رسول الله یقول: لبیك عمرة و حجا

(الف) حدیث مبارک کا ترجمہ کریں، نیز حج قران، حج تمتع اور حج افراد کی تعریفات لکھیں؟

(ب) حج قران ادا کرنے کا طریقہ تفصیل سے لکھیں؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حج و عمرہ کا ایک ساتھ تلبیہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ (بکر کہتے ہیں:) میں نے اس کا ذکر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کیا تو وہ بولے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حج کا تلبیہ کہا تھا، پھر میں حضرت انس سے دوبارہ ملا اور انہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی بات کے بارے میں بتایا تو وہ کہنے لگے: تم ہمیں بچہ سمجھتے ہو، میں نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے: میں عمرے اور حج کے لیے حاضر ہوں۔

اصطلاحات کی تعریفات

حج قران:

قرآن کا لغوی معنی ہے: دو چیزوں کو جمع کرنا۔ اصطلاح میں حج قران سے مراد یہ ہے کہ میقات سے حج و عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا جائے۔

حج تمتع:

حج تمتع اس حج کو کہا جاتا ہے جس میں میقات سے اشہر حج میں عمرہ کی نیت سے احرام باندھا جائے اور مناسک عمرہ مکمل کرنے کے بعد احرام کھول دیا جائے۔ پھر جب حج کے دن شروع ہوں، تو دوبارہ حج کا احرام باندھا جائے اور حج ادا کیا جائے۔

حج افراد:

حج افراد یہ ہے کہ محرم صرف اکیلے حج کا احرام باندھے اور جب مکہ مکرمہ پہنچے تو طواف قدوم اور حج کی سعی کرے، نہ تو سر منڈائے اور بال چھوٹے کروائے اور نہ ہی احرام کھولے بلکہ عید کے دن جمرہ عقبہ کو رمی کرنے تک اسی احرام میں رہے گا۔

(ب) حج قران ادا کرنے کا طریقہ:

حج قران کا طریقہ کار یہ ہے کہ محرم میقات سے حج و عمرہ دونوں کے لیے ایک ساتھ احرام باندھے اور نماز کے بعد کہے: "اے اللہ میں حج اور عمرہ کا ارادہ رکھتا ہوں، پس تو انہیں میرے لیے آسان فرما دے اور انہیں میری طرف سے قبول فرمائے۔ پھر جب مکے میں داخل ہو تو طواف عمرہ کرنے کے ساتھ آغاز کرے۔ پس بیت اللہ کا سات چکروں میں طواف کرے پہلے تین چکروں میں رمل کرے اور باقی چار میں عام طریقے سے چلے۔ اس کے بعد صفا و مروہ کی سعی کرے۔ یہ عمرہ کے افعال ہیں۔ اس کے بعد پھر طواف قدوم اور سعی کرے۔ اب جب رمی کرے تو ایک بکری یا گائے اور یا اونٹ ذبح کرے یا اونٹ اور گائے کا ساتواں حصہ لے۔

سوال نمبر۳: عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، قَالَ لَمَّا ادُّعِيَ زِيَادٌ لَقِيتُ أَبَا بَكْرَةَ، فَقُلْتُ لَهُ: مَا هَذَا الَّذِي صَنَعْتُمْ؟ إِنِّي سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ سَمِعَ أُذُنَايَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ مَنِ ادَّعَى أَبًا فِي الْإِسْلَامِ غَيْرَ أَبِيهِ، يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ فَقَالَ أَبُو بَكْرَةَ وَأَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(الف) حدیث مذکورہ کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں نیز خط کشیدہ کی وضاحت کریں؟

(ب) جان بوجھ کر اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کرنا کفر ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو جنت کے حرام ہونے کا معنی کیا ہوگا؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث:

ابو عثمان بیان کرتے ہیں جب زیاد نے اپنے نسب (سے ہٹ کر دوسرے نسب) کا دعویٰ کیا، تو میں حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا: یہ آپ نے کیا کیا ہے؟ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ (وہ فرماتے ہیں) کہ میں نے اپنے کانوں سے رسول اللہ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو مسلمان جان بوجھ کر (اپنے نسبی تعلق کو) اپنے والد کی بجائے کسی اور کی طرف سے منسوب کرے، اس پر جنت حرام ہوگی۔ حضرت ابو بکرہ نے جواب دیا: میں نے بھی رسول اللہ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

خط کشیدہ کی وضاحت:

زیاد کی والدہ زمانہ جاہلیت میں حارث بن کلادہ کی باندی تھی اور وہ حضرت ابو بکرہ کے اخیافی بھائی تھے۔ حارث بن کلادہ اور سمیہ [illegible] سے حضرت ابو بکرہ کی پیدائش ہوئی۔ بعد از [illegible] حارث نے سمیہ کی شادی ایک آزاد غلام سے کر دی۔

ابوسفیان نے بھی جب کہ وہ طائف گئے ہوئے تھے، نے سمیہ سے زمانہ جاہلیت رائج نکاح جیسا نکاح کیا تھا۔ دونوں کی مباشرت سے زیاد پیدا ہوئے۔ اس طرح ابوبکرہ اور زیاد ماں شریک بھائی ہوئے۔ سمیہ نے زیاد کو ابوسفیان کی طرف منسوب کیا کہ یہ اس کا بیٹا ہے۔ حضرت علی کی شہادت کے بعد حضرت زیاد نے حضرت معاویہ سے صلح کر لی اور ایک شخص کو حضرت معاویہ کے پاس بھیجا تا کہ وہ ابوسفیان کے بارے بتلائیں۔ حضرت معاویہ بھی زیاد کو اپنے نسب کے ساتھ لاحق کرنے کی طرف مائل تھے۔ چنانچہ انہوں نے گواہ طلب کیے جو اس واقعہ میں واقف ہوں۔ چنانچہ بصرہ کے چند بڑے والوں نے اس بات کی گواہی دی کہ زیاد کا نسب ابوسفیان سے ملتا ہے۔ لیکن ان کے ماں شریک بھائی حضرت ابوبکرہ اس الحاق کو پسند نہیں کرتے تھے۔

(ب) نسب سے انکار کرنے والے کا حکم:

جان بوجھ کر اپنے باپ کے نسب سے انکار کرنے والا کافر نہیں۔ حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص جانتے ہوئے [illegible] کو غیر باپ سے ملائے تو اس نے کفر کیا۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر وہ حلال سمجھ کر ایسا کرے تو پھر اس پر جنت حرام ہے یا پھر اس کا مطلب ہے کہ اس نے رحمت کا انکار اور احسان فراموشی کی اور اللہ تعالیٰ اور [illegible] نہ پھر اس کفر سے مراد وہ کفر نہیں جو ملت اسلام سے نکال دے۔

جنت کے حرام ہونے کا وہی مطلب ہے کہ وہ حلال سمجھ کر ایسا کرے۔

سوال نمبر ۳: عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيمَانِ مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَاَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ، وَاَنْ يَكْرَهَ اَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ، كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ.

(الف) اعراب لگا کر لکھیں اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) ایمان کا لغوی اور شرعی معنی بیان کریں نیز بتائیں کہ حلاوت ایمان سے کیا مراد ہے؟

جوابات: (الف) اعراب:

اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: آپ نے فرمایا:

جس شخص میں یہ تین خوبیاں موجود ہوں گی وہ ان کی وجہ سے ایمان کی حلاوت (مٹھاس) کو پا لے گا۔ ایک جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر چیز سے زیادہ محبوب رکھے دوسرا یہ کسی سے محبت اللہ کے لیے کرے اور تیسرا جب اللہ نے کفر سے نجات دی تو وہ کفر کی طرف لوٹنے کو اسی طرح ناپسند کرے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہو۔

(ب) ایمان کا لغوی معنی:

ایمان کا لغوی معنی ہے "تصدیق کرنا" کسی بات کو دل سے مان لینا۔

ایمان کا شرعی معنی:

ایمان کا شرعی معنی یہ ہے کہ تمام عقائد اسلامیہ کا دل سے مان لینا اور زبان سے اقرار کرنا یعنی اللہ کی وحدانیت، رسول اللہ کی رسالت کی گواہی، ملائکہ، آسمانی کتب، تقدیر وغیرہ کو دل سے مان لینا۔

حلاوت ایمان کا مطلب:

حلاوت ایمان سے مراد ہے کہ انسان کو عبادت کرنے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کی خاطر مشقت برداشت کرنے میں لذت حاصل ہو۔ جس شخص میں مذکورہ بالا تین خوبیاں موجود ہوں گی وہی شخص ایمان کا مزہ چکھ سکتا ہے۔ وہی ایمان کی مٹھاس کو محسوس کر سکتا ہے۔

☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الثالثة: لجامع الترمذی

نوٹ: کوئی سے تین سوالات حل کریں۔

سوال نمبر۱: سُئِلَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَزِيْدَ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا غَيْرِهٖ عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ أَرْبَعًا لَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ أَرْبَعًا لَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوْتِرَ قَالَ يَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) وتر کی کتنی رکعتیں ہیں؟ احادیث کی روشنی میں اختلاف احناف و غیر مقلدین مع دلائل تحریر کریں؟ ۱۳

سوال نمبر۲: عن النعمن بن بشير قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان من الحنطة خمرا ومن الشعير خمرا ومن التمر خمرا ومن الزبيب خمرا ومن العسل خمرا۔

(الف) ترجمہ تحریر کریں اور خمر کا لغوی و شرعی معنی لکھیں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) حدیث شریف میں مذکور خمر کی اقسام کا کیا حکم ہے؟ اختلاف فقہاء مع دلائل تحریر کریں؟ ۱۳

سوال نمبر۳: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ وَلَا بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَا بِالْآدَمِ وَلَا بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک جامع الترمذی کی شمائل ترمذی کی روشنی میں تحریر کریں؟ ۱۳

سوال نمبر۴: عن انس ان ناسا من عرينة قدموا المدينة فاجتووها فبعثهم رسول الله صلى الله عليه وسلم في ابل الصدقة وقال اشربوا من البانها ابوالها هذا حديث حسن صحيح غريب۔

(الف) ترجمہ تحریر کریں نیز حدیث کی وضاحت کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) حلال جانوروں کا پیشاب پاک ہے یا پلید؟ اس بارے میں فقہاء کرام کا اختلاف مع الدلائل تحریر کریں؟ ۱۳

☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت ۲۰۲۳ء

الورقة الثالثة: لجامع الترمذی

سوال نمبر۱: سُئِلَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَزِيْدَ فِي رَمَضَانَ وَلَا غَيْرِهِ عَلٰى إِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ أَرْبَعًا لَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ أَرْبَعًا لَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوْتِرَ قَالَ يَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهَا إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) وتر کی کتنی رکعتیں ہیں؟ احادیث کی روشنی میں احناف و غیر مقلدین مع دلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) تشکیل عبارت:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کیسی تھی؟ تو آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، پہلے چار رکعت پڑھتے تم ان کے حسن اور طوالت کے بارے نہ پوچھو، پھر چار رکعت نماز ادا فرماتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے ہی سو جاتے ہیں؟ فرمایا: اے عائشہ میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔

(ب) وتر کی رکعات میں احناف اور غیر مقلدین کا اختلاف:

وتر کی کتنی رکعتیں ہیں؟ اس میں احناف اور غیر مقلدین کا اختلاف ہے۔

احناف کے نزدیک وتر کی تین رکعتیں ہیں اور ان کی دلیل اوپر والی حدیث ہے، جو سوال میں مذکور ہوئی۔ اس کے علاوہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے بیان کردہ حدیث ہے جس میں وہ بیان کرتے

ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دم بریدہ نماز پڑھنے سے منع فرمایا یعنی ایک رکعت نماز پڑھنے سے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رکعت وتر کو ہرگز کافی نہیں سمجھتا۔

غیر مقلدین کے نزدیک وتر کی ایک رکعت ہے۔ ان کی دلیل ام المومنین حضرت ام سلمہ کی بیان کردہ حدیث ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی من اللیل احدی عشرۃ رکعۃ فلما کبر وضع الوتر:

اسی طرح صحیحین میں سیدنا عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز کے بارے سوال کیا تو آپ نے فرمایا: "رات کی نماز" دو دو رکعتیں ہیں اور جب تم سے کوئی صبح کا ڈر کرے تو ایک رکعت پڑھے تو یہ اس کے وتر ہو جائیں گے۔ (او کما قال علیہ السلام)

سوال: عن النعمان بن بشیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من الحنطة خمرا ومن الشعیر خمرا ومن التمر خمرا ومن الزبیب خمرا ومن العسل خمرا۔

(الف) ترجمہ کریں اور خمر کا لغوی و شرعی معنی لکھیں؟

(ب) حدیث شریف میں مذکور خمر کی اقسام کا کیا حکم ہے؟ اختلاف فقہاء مع دلائل سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) حدیث کا ترجمہ:

حضرت بشیر بن نعمان روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گندم سے شراب بنائی جاتی ہے جو سے شراب بنائی جاتی ہے، کھجور سے شراب بنائی جاتی ہے اور شہد سے شراب بنائی جاتی ہے۔

خمر کا لغوی معنی:

خمر کا لغوی معنی ہے ڈھانپنا۔ لیکن امام اعظم کے نزدیک لغت میں خمر انگور کے اس کچے شیرے کو کہتے ہیں جو جوش پکڑ کر جھاگ چھوڑ دے۔

شرعی معنی:

اصطلاح شریعت میں ہر نشے والی مسکر کو خمر کہتے ہیں چاہے انگور سے لی جائے یا کشمش یا کھجور وغیرہ سے۔

(ب) خمر کی اقسام کا حکم:

حرام شرابیں چار ہیں:

(۱) خمر:

یعنی انگور کا کچا شیرہ جب اس میں جوش آئے اور اس پر جھاگ آئے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ بالاتفاق حرام ہے اس کو حلال جاننے والا کافر ہے اور یہ نجاست غلیظہ ہے۔ اس کا قلیل وکثیر مقدار حرام ہے۔ اس کے پینے والے پر حد لگائی جائے گی خواہ نشہ ہو یا نہ ہو۔

(۲) طلاء:

انگور کا شیرہ جب پکایا جائے، دو تہائی سے کم ہو جائے اور اس میں نشہ پیدا ہو جائے تو اسے طلاء کہتے ہیں۔

(۳) سکر:

یعنی چھوہارے یا کھجوریں پانی میں بھگو دی جائیں اور گل جائیں اور پانی میٹھا ہو جائے پھر اس میں جوش آئے اور [illegible] پیدا ہو جائے۔

(۴) نقیع الزبیب:

یعنی خشک انگور یا منقہ پانی میں بھگو دیا جائے اور اس میں جوش پیدا ہو اور نشہ آور ہو جائے۔

تینوں کا حکم:

آخری تینوں قسمیں بھی اول کی طرح بالاتفاق حرام ہیں مقدار قلیل ہو یا کثیر۔ ایک روایت میں آخری تینوں نجاست خفیفہ ہیں۔

سوال نمبر۳: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ وَلَا بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَا بِالْآدَمِ وَلَا بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک جامع الترمذی کی شمائل ترمذی کی روشنی میں تحریر کریں؟

جواب: (الف): حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بہت زیادہ دراز قد تھے اور نہ ہی چھوٹے قد کے تھے، نہ ہی بہت زیادہ (چونے کی طرح) سفید تھے اور نہ ہی بالکل گندمی رنگ کے تھے اور نہ ہی گھنگھریالے بالوں والے تھے اور نہ بالکل سیدھے بالوں والے۔

(ب) حلیہ مبارک:

حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے ماموں حضرت ہند بن ہالہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بڑی تفصیل سے بیان کرتے تھے، میری خواہش یہ تھی کہ وہ میرے سامنے کچھ بیان کریں تاکہ میں اسے یاد رکھوں، تو انہوں نے بتایا: حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بڑی شان والے اور معزز تھے۔ آپ کا چہرۂ انور یوں چمکتا تھا جیسے چودھویں رات کا چاند چمکتا ہے۔ آپ کا سر مبارک بڑا تھا اور آپ کے بال مبارک ذرا سے بل کھائے ہوئے تھے۔ اگر آپ کے سر مبارک میں مانگ از خود نکل آتی تو آپ اسے ویسے ہی رہنے دیتے۔ البتہ خود اہتمام کے ساتھ نہیں نکالتے تھے۔ آپ بالوں کو بڑھایا کرتے تھے، وہ کانوں کی لو سے نیچے آجایا کرتے تھے۔ آپ چمکدار رنگ کے مالک تھے، آپ کی پیشانی کشادہ تھی، آپ کے ابرو خم والے تھے، باریک تھے، گھنے تھے اور ایک دوسرے سے [illegible] تھے، آپ کے دونوں ابروؤں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصے کے وقت سرخ ہو جایا کرتی تھی۔ آپ کی ناک مبارک [illegible] سی بلند تھی مگر بہت خوبصورت اور روشن تھی۔ جو شخص آپ کو غور سے دیکھتا تھا وہ یہی خیال کرتا تھا کہ آپ کی ناک مبارک اونچی ہے۔ آپ کی ریش مبارک گھنی تھی، آپ کے رخسار نرم تھے اور ہموار تھے۔ آپ کا [illegible] تھا، آپ کے دانتوں کے درمیان ہلکا سا خلا تھا، آپ کا چہرہ گول نہیں تھا، تاہم کسی حد تک چہرہ انور میں گولائی کا [illegible] آپ سرخی مائل سفید رنگ کے مالک تھے۔ آپ کی آنکھیں انتہائی سیاہ تھیں، پلکیں گھنی تھیں۔ ایک [illegible] حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور تلوار کی طرح چمکتا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں، بلکہ چاند کی طرح چمکتا تھا۔

سوال نمبر۳: عن انس ان ناسا من عرينة قدمو المدينة فاجتووها فبعثهم رسول الله صلى الله عليه وسلم في ابل الصدقة وقال اشربوا من البانها وابوالها [illegible] حسن صحيح غريب.

(الف) ترجمہ تحریر کریں نیز حدیث کی وضاحت کریں؟

(ب) حلال جانوروں کا پیشاب پاک ہے یا پلید؟ اس بارے میں فقہاء کرام کا اختلاف مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) حدیث کا ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل عرینہ سے کچھ لوگ مدینہ آئے، تو وہاں کی آب و ہوا انہیں موافق نہ آئی پس انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کے اونٹوں کی طرف بھیجا اور فرمایا:

"اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیو"۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حدیث کی وضاحت:

قبیلہ عرینہ کے کچھ لوگ مدینہ آئے اور حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ مدینہ کی آب و ہوا انہیں موافق نہ آئی اور "جوی" بیماری نے انہیں پکڑ لیا۔ نبی علیہ السلام نے انہیں زکوۃ کے اونٹوں میں بھیج دیا اور اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پینے کا حکم دیا۔ وہ یہ چیزیں پی کر تندرست ہو گئے۔ پھر ان کی نیت بگڑ گئی تو انہوں نے چرواہوں کو قتل کر کے اونٹ چرا کر لے گئے۔ ایک چرواہے نے آ کر مدینہ خبر دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستہ بھیجا جو اونٹوں سمیت انہیں گرفتار کر کے لے آیا اور انہیں چوری کی سزا دی۔

"جوی" بیماری میں اونٹوں کا دودھ پیا جاتا ہے جبکہ پیشاب سونگھا جاتا ہے پیا نہیں جاتا۔ بخاری شریف کی روایت میں صرف دودھ پینے کا ذکر ہے، پیشاب کا نہیں۔ یہاں جو حدیث ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اشربوا البانها وابوالها" یعنی اونٹوں کا دودھ پیو اور پیشاب سونگھو۔ پھر دوسرے فعل کو حذف کر کے اس کے معمول کو پہلے فعل کے ساتھ جوڑ دیا تو اشربوا من البانها وابوالها ہو گیا۔

(ب) حلال جانوروں کے پیشاب کا حکم:

امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام شافعی علیہم الرحمۃ کے نزدیک حلال جانوروں کا پیشاب ناپاک اور پلید ہے۔ امام محمد کے نزدیک حلال جانوروں کا پیشاب پاک ہے۔ امام مالک کے نزدیک بھی جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب پاک ہے جیسے جو جانوروں کے جو تا پاکی کھاتے ہیں۔

امام مالک اور امام محمد کی دلیل سوال میں مذکور حدیث مبارکہ ہے

جس میں اہل عرینہ کو اونٹوں کا پیشاب پینے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگر حلال جانوروں کا پیشاب پلید ہوتا تو نبی کریم علیہ السلام پینے کا حکم صادر نہ فرماتے۔ یہی موقف اور دلیل حنابلہ کی ہے۔

احناف کی دلیل حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث ہے کہ کپڑے کو پانچ چیزوں سے دھویا جائے گا۔ انہوں نے ان پانچ میں ایک پیشاب کو شمار کیا (خواہ حلال جانور کا ہو یا حرام کا)۔

ایک حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے فرمایا: پیشاب سے بچو بے شک عام طور پر عذاب قبر اسی سے ہوتا ہے۔

قرآن کریم میں ہے: "ویحرم علیهم الخبائث" اور وہ نبی ان پر گندی چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں۔ یہ بات معلوم ہے کہ طبیعت سلیمہ پیشاب کو گندا سمجھتی ہے۔

☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الرابعة: السنن لابی داؤد

نوٹ: کوئی سے تین سوالات حل کریں۔

سوال نمبر ۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [illegible] اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا هُنَّ قَالَ [illegible] ك بِاللهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبَوا [illegible] الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ۔

(الف) [illegible] کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) حدیث شریف کی تشریح و توضیح کریں؟ ۱۰

(ج) وصیت کا لغوی اور شرعی معنی [illegible] کریں؟

سوال نمبر ۲: عن جابر بن عبد الله انه اخبره ان اباه توفی وترك عليه ثلاثين وسقا لرجل من يهود فاستنظره جابر فابى فكلم جابر رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يشفع له اليه فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فكلم اليهودى لياخذ ثمر نخله بالذى له عليه فابى وكلمه رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ينظره فابى۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں؟ ۱۳

(ب) حدیث شریف کی تشریح سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(ج) آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کے برکات پر جامع نوٹ تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر ۳: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّالِبَ الْبَيِّنَةَ فَلَمْ تَكُنْ لَهُ بَيِّنَةٌ فَاسْتَحْلَفَ الْمَطْلُوْبَ فَحَلَفَ بِاللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلٰى قَدْ فَعَلْتَ وَلٰكِنْ غُفِرَ لَكَ بِإِخْلَاصِ قَوْلِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) حدیث شریف کی تشریح و توضیح تحریر کریں؟ ۱۰

(ج) تذکر کا مفہوم بیان کریں؟ ۳

سوال نمبر۳: عن ابی مالك رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله اجارکم من ثلث خلال ان لا یدعو علیکم نبیکم فتهلکوا جمیعا وان لا یظهر اهل الباطل علی اهل الحق وان لا تجتمعوا علی ضلالة

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟ ۱۰

(ب) اہل حق اور اہل باطل سے کون مراد ہیں؟ ۱۰

(ج) امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات زندگی قلمبند کریں؟ ۱۳

☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت ۲۰۲۳ء

چوتھا پرچہ: سنن ابی داود

سوال نمبر۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللَّهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبَا وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) حدیث شریف کی تشریح و توضیح کریں؟

(ج) حدیث کا [illegible] اور شرعی حکم تحریر کریں؟

جوابات: (الف) اعراب

اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات ہلاک کر دینے والے اعمال سے بچو، عرض کی گئی یا رسول اللہ! وہ کون سے (اعمال) ہیں؟ فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، جادو کرنا، جس کے قتل کو اللہ نے حرام کیا ہے اس کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا اور پاکدامن غافل عورتوں پر (زنا کا) الزام لگانا۔

(ب) حدیث کی تشریح و توضیح:

اس حدیث مبارکہ میں سات ایسے اعمال بتائے گئے جن کو کرنے سے انسان تباہی و بربادی کے دہانے پر آ کھڑا ہوتا ہے۔ ان میں سب سے پہلا شرک ہے یعنی اللہ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا، کیونکہ مشرک کی اللہ تعالیٰ کبھی بخشش نہ کرے گا۔ دوسری چیز یہ ہے جادو کرنا، کسی ایسی جان کو قتل کرنا جس کے قتل کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہو۔ بغیر اس صورت کے جب ایسا کرنے کا کوئی شرعی جواز موجود ہو۔ تیسری چیز ہے سود لینا چاہے اسے کھایا جائے یا کسی بھی انداز میں اس سے نفع حاصل کیا جائے۔ یتیم کے مال میں ناحق تصرف کیا جائے اور کفار کے ساتھ جنگ میں راہِ فرار اختیار کرنا اس سے اسلام کی عزت و حرمت متاثر ہو اور بے گناہ اور پاکدامن عورتوں پر زنا کا بہتان لگایا جائے۔ یہ سارے کبیرہ گناہ ہیں، دوا ہم

ان میں سب سے بڑا شرک ہے کیونکہ یہ کبھی معاف نہیں ہوگا۔ مشرک ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اس کے برعکس دوسرے کبیرہ گناہوں کو اگر اللہ چاہے گا تو معاف فرما دے گا بصورت دیگر اس کے مرتکب کو سزا ملے گی۔ اس کے بعد اسے جنت میں بھیج دیا جائے گا اگر وہ مومن ہوگا۔

(ج) وصیت کا لغوی معنی:

وصیت کا لغوی معنی ہے "کسی کام کو کرنے کا عہد کرنا"۔

شرعی معنی:

کسی پر احسان کرتے ہوئے مرنے کے بعد اسے اپنے مال یا منفعت کا مالک بنانے کو وصیت کہا جاتا

[illegible] عن جابر بن عبد اللہ انہ اخبرہ ان اباہ توفی وترک علیہ ثلاثین وسقا لرجل من یہود فاستنظرہ جابر فابی فکلم جابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یشفع لہ الیہ فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکلم الیہودی لیاخذ ثمر نخلہ بالذی لہ علیہ فابی وکلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ینظرہ فابی۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) حدیث شریف کی تشریح سپرد قلم کریں؟

(ج) آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کے برکات پر جامع نوٹ تحریر کریں؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد وفات پا گئے ان کے ذمے ایک یہودی کا تیس وسق قرض تھا، حضرت جابر نے مہلت مانگی اور اس نے انکار کر دیا۔ حضرت جابر نے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفارش کر دیں نبی اکرم آئے اور آپ نے یہودی سے بات کی کہ وہ ان کے باغ کا پھل وصول کرے اس چیز کے عوض جو ان کے والد کے ذمہ تھی تو اس نے اس سے انکار کر دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اس بارے میں بات کی کہ وہ حضرت [illegible] کو مہلت دے دے مگر اس نے یہ بات بھی نہ مانی۔

(ب) تشریح و توضیح:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں۔ انہیں اپنے والد گرامی کی وفات کی جب خبر ملی تو ان پر تیس وسق قرض جو ایک یہودی کے دینے تھے۔ وسق ایک پیمانہ ہے جس سے اجناس معلوم

کرتے ہیں اور ساٹھ صاع کا ہوتا تھا۔ پہلے تو یہودی نے قرض کی مہلت دینے سے انکار کر دیا۔ جب دیکھا کہ اس نے مہلت نہیں دی تو نبی علیہ السلام باغ میں داخل ہوئے اور اس میں چلتے رہے۔ پھر حضرت جابر سے فرمایا: باغ کا پھل توڑ کر اس کا عوض ادا کرو۔ جب نبی علیہ السلام واپس تشریف لائے تو انہوں نے یہودی کا تیس وسق قرض ادا کر دیا۔ اس حدیث سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ قرض ادا کرنا ضروری ہے۔ جس کا دیا ہوا ہے معاف کرنے، مہلت دینے کا اختیار ہے، اور اس پر کسی قسم کا جبر نہیں کیا جائے گا۔

(ج) آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کی برکات:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر برکات کا سرچشمہ ہے۔

(i) آپ کا چہرہ مبارک:

آپ کا چہرہ مبارک آپ کی صداقت کا گواہ تھا، جو آپ کے چہرے مبارک کی طرف دیکھتا وہ آپ کا بن جاتا۔

(ii) زبان مبارک:

اللہ نے آپ کی زبان مبارک میں بھی برکت رکھی تھی اور آپ کی زبان مبارک سے جب بھی کچھ نکلا حق کے سوا نہ ہوتا یعنی حق ہی نکلا۔

(iii) دل مبارک:

آپ کے دل کی یہ خصوصیت و برکت تھی کہ آپ کی آنکھ سو جاتی مگر دل بیدار رہتا۔

(iv) لعاب مبارک:

آپ کے لعاب کی برکت سے بیمار تندرست ہو جاتا۔ اگر کسی زخم پر لگایا جاتا تو وہ ٹھیک ہو جاتا۔

(v) پسینہ مبارک:

آپ کا پسینہ مبارک بھی برکت والا تھا یعنی خوشبو سے بھرا ہوا تھا اور لوگ اسے بطور خوشبو استعمال کرتے تھے۔

(vi) آپ کے ہاتھ مبارک:

آپ کے ہاتھوں میں اللہ نے اس قدر برکت رکھی کہ آپ کا ہاتھ لگتے ہی ایسی بکری بھی دودھ دینے

لگ جاتی جس سے زنے بختی ہی نہ کی ہوتی۔

(vii) انگلیاں مبارک:

آپ کی انگلیوں میں بھی اللہ نے بڑی برکت رکھی تھی کہ آپ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے۔

(viii) پاؤں مبارک:

اللہ نے آپ کے پاؤں میں بھی بڑی برکتیں رکھی تھیں۔ ایک دفعہ آپ جبل احد پر چڑھے تو وہ ہلنے لگا۔ آپ نے اس پر پاؤں لگا کر اسے روکا تو وہ رک گیا۔

(ix) جسم اطہر:

آپ کے جسم اطہر کو مٹی پر حرام کر دیا گیا۔ غرض کہ آپ وفات کے بعد بھی محفوظ ہے۔

سوال نمبر ۲: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّالِبَ الْبَيِّنَةَ فَلَمْ تَكُنْ لَهُ بَيِّنَةٌ فَاسْتَحْلَفَ الْمَطْلُوْبَ فَحَلَفَ بِاللهِ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلٰى قَدْ فَعَلْتَ وَلٰكِنْ غُفِرَ لَكَ بِاِخْلَاصِ قَوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ ۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) حدیث شریف کی تشریح و توضیح تحریر کریں؟

(ج) نذر کا مفہوم بیان کریں؟

جوابات: (الف) اعراب:

اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں: دو آدمی اپنا مقدمہ لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے مدعی سے ثبوت طلب کیا، اس کے پاس کوئی ثبوت نہ تھا۔ پھر آپ نے مدعی علیہ سے قسم لی۔ اس نے اللہ کے نام کی قسم اٹھائی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھیک ہے جو تم نے کیا، تمہارے اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ پڑھنے کی وجہ سے تمہاری مغفرت کر دی گئی ہے۔

(ب) تشریح وتوضیح:

اس حدیث مبارکہ میں بتایا گیا ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں مدعی کے پاس گواہ موجود نہ ہوں یا کوئی ثبوت نہ ہو تو پھر مدعی علیہ کے ذمہ قسم واجب ہوگی۔ یعنی وہ قسم کھا کر کہے کہ یہ الزام مجھ پر غلط اور جھوٹا ہے دونوں کا شہادت۔

یہ تو اصول شرعی کے خلاف ہے۔ ہمارے نظام قضاء کی بہت حد تک بہتری اور آسانی اسی حدیث پر عمل کے ذریعے ممکن ہو سکتی ہے۔

(ج) نذر کا مفہوم:

اصطلاح شرع میں نذر سے وہ عبادت مقصود ہے جو جنس واجب سے ہو اور وہ خود بندے پر واجب نہ ہو بلکہ بندے نے اپنے قول سے اسے اپنے ذمہ واجب کر لیا ہو۔

سوال نمبر: عن ابی مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اجارکم من ثلث خلال ان لا یدعو علیکم نبیکم فتھلکوا جمیعا وان لا یظھر اھل الباطل علی اھل الحق وان لا تجتمعوا علی ضلالۃ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں۔

(ب) اہل حق اور اہل باطل سے کون مراد ہیں؟

(ج) امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات زندگی قلمبند کریں۔

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے تمہارے لیے تین چیزوں کو طے کر دیا ہے: ایک یہ کہ تمہارا نبی تمہارے لیے دعائے ضرر نہیں کرے گا جس کے نتیجے میں تم ہلاکت کا شکار ہو جاؤ، اہل باطل، اہل حق پر مکمل طور پر غالب نہ آئیں گے۔ تم لوگ گمراہی پر متفق نہیں ہو گے۔

(ب) اہل حق:

اہل حق کا مصداق وہ لوگ ہیں جو صحابہ کرام اور تابعین کے مسلک پر ہوں اور اس پر عمل کریں جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام ہیں۔

اہل باطل:

جو لوگ نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام کے راستے سے الگ ہو کر چلیں وہ اہل باطل ہیں۔ نبی علیہ السلام اور

صحابہ کرام کی اجازت ذکر کریں؟

(ج) امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالاتِ زندگی:

آپ کا نام سلیمان بن اشعث اور کنیت "ابوداؤد" ہے۔ آپ کا اسم منسوب سجستانی ہے۔ آپ ۲۰۲ھ میں سجستان میں پیدا ہوئے۔ مشہور محدث حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی تصنیف "تہذیب التہذیب" میں آپ کے اساتذہ کی طویل فہرست دی ہے جن میں "صحاح ستہ" کے دیگر مؤلفین کے اساتذہ بھی ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی اور امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی کے نام قابل ذکر ہیں۔ آپ نے بہت سی کتب لکھیں جن میں سب سے زیادہ مشہور سنن ابی داؤد ہے۔ ۱۶ شوال ۲۷۵ھ کو تہتر برس کی عمر میں آپ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۔

☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الخامسة: سنن النسائی و ابن ماجه

نوٹ: ہر حصہ سے دو دو سوالات حل کریں۔

الجز الاول---- سنن النسائی

السوال الاول: عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أَنَا فِي الْقَوْمِ إِذْ قَالَتِ امْرَأَةٌ إِنِّي قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِي لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأْيُكَ رَأْيُكَ فَقَامَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيهَا فَقَالَ اذْهَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَعَكَ مِنْ سُوَرِ الْقُرْآنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ فَزَوَّجَهُ بِمَا مَعَهُ مِنْ سُوَرِ الْقُرْآنِ.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔

(ب) شرعی حق مہر کی کم از کم مقدار کیا ہے؟ نیز نکاح میں مہر کا ذکر ضروری ہے؟ وضاحت کریں؟

السوال الثانی: عن علی رضی الله عنه قال جهز رسول الله صلی الله علیه وسلم فاطمة رضی الله عنها فی خمیل وقربة و وسادة حشوها اذخر

(الف) ترجمہ کریں نیز بتائیں سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے جہیز میں کون سا سامان تھا؟

(ب) جہیز کا شرعی حکم تفصیلاً تحریر کریں؟

السوال الثالث: عن علی رضی الله عنه نهی رسول الله ان تحلق المراة راسها

(الف) ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ ابرو تراشنا، پلکیں بنانا اور چہرے کے بال نوچنا ان کا شرعی حکم کیا ہے؟

عن عائشة رضی الله عنها عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال عشرة من الفطرة

(ب) "عشرة من الفطرة" کی تفصیل بیان کریں؟

الجز الثانی---- ابن ماجه

السوال الرابع: عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان من الناس مفاتیح للخیر مغالیق للشر وان من الناس مفاتیح للشر مغالیق للخیر فطوبی لمن

جعل الله مفاتيح الخير على يديه وويل لمن جعل الله مفاتيح الشر على يديه

(الف) ترجمہ کریں اور مفاتیح اور مغالیق کی لغوی اور صرفی وضاحت کریں؟

۱۰+۱۰=۲۰

(ب) اتقی کی فضیلت حدیث کی روشنی میں بیان کریں؟ ۵

السؤال الخامس: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ وَأَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ إِعْطَاءِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَمِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ قَالُوا وَمَا ذَاكَ قَالَ ذِكْرُ اللهِ.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) ذکر اللہ کی فضیلت پر جامع نوٹ لکھیں؟ ۱۰

السؤال السادس: قام ابوبكر رضي الله عنه فحمد الله واثنى عليه ثم قال يا ايها الناس انكم تقرءون هذه الآية يا ايها الذين امنوا عليكم انفسكم لا يضركم من ضل اذا اهتديتم وانا سمعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان الناس اذا راوا المنكر فلا يغيرونه اوشك أَنْ يَعُمَّهُمُ اللهُ بِعِقَابِهِ.

(الف) ترجمہ کریں نیز فائدہ کون سا ہے؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) برائی کو ختم کرنے کے درجات حدیث کی روشنی میں بیان کریں؟ ۱۰

☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت ۲۰۲[illegible]ء

پانچواں پرچہ: سنن نسائی و ابن ماجہ

الجزء الاول ---- سنن النسائي

السؤال الاول: عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ إِنَّا لَفِي الْقَوْمِ إِذْ قَالَتِ امْرَأَةٌ إِنِّي قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِي لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأْ فِيَّ رَأْيَكَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ زَوِّجْنِيهَا فَقَالَ اذْهَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَعَكَ مِنْ سُوَرِ الْقُرْآنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ فَزَوَّجَهُ بِمَا مَعَهُ مِنْ سُوَرِ الْقُرْآنِ.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) شرعی حق مہر کی کم از کم مقدار کیا ہے؟ نیز کیا عقد نکاح میں مہر کا ذکر ضروری ہے؟ وضاحت کریں؟

جوابات: (الف) اعراب:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث:

حضرت سہل بن سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ایک قوم میں تھا کہ ایک عورت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی: یا رسول اللہ! میں اپنا آپ آپ کو ہبہ کرتی ہوں، آپ نے نگاہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور نظر جھکالی۔ نبی اکرم کے اصحاب میں سے ایک شخص کھڑے ہوئے انہوں نے عرض کیا: آپ میرے ساتھ اس کی شادی کر دیں۔ آپ نے فرمایا: جاؤ اور جائزہ لو، اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو، پس وہ گئے پس ان کو کوئی چیز نہ ملی اور نہ ہی لوہے کی انگوٹھی (واسطے حق مہر کے) تو رسول اللہ نے فرمایا: کیا تمہیں قرآن کی کچھ سورتیں یاد ہیں؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: تمہیں جو قرآن آتا ہے، اس کے عوض میں نے اس کی شادی تم سے کر دی۔

(ب) شرعی حق مہر کی کم از کم مقدار:

مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے اگر کوئی اس سے کم مقرر کرے تو وہ مہر صحیح نہ ہوگا۔ احناف کا موقف یہی ہے۔ امام مالک کے نزدیک چوتھائی دینار ہے، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک جو بھی چیز ثمن ہونے کی صلاحیت رکھے اس کا حق مہر باندھنا جائز ہے۔

عقد نکاح میں مہر کا ذکر کرنا یا نہ کرنا:

نکاح کے وقت مہر کا ذکر کرنا نکاح صحیح ہونے کے لیے شرط نہیں ہے۔ اگر مہر کا ذکر نہ بھی کیا جائے تو نکاح صحیح ہوگا اور شوہر پر مہر مثل واجب ہوگا۔

السوال الثاني: عن علي رضي الله عنه قال جهز رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة رضي الله عنها في خميل وقربة و وسادة حشوها اذخر .

(الف) ترجمہ کریں نیز بتائیں سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے جہیز میں کون سا سامان تھا؟

(ب) جہیز کا شرعی حکم تفصیلاً تحریر کریں؟

جوابات: (الف) ترجمہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ کو ایک خمیل، ایک مشکیزہ اور ایک تکیہ جس میں اذخر بھری ہوئی تھی دیا۔

سیدہ فاطمۃ الزہرا کے جہیز میں شامل سامان:

آپ کے جہیز میں ایک اور روایت کے مطابق چار چیزیں شامل تھیں۔ خمیل (بچھونا)، مشکیزہ، تکیہ اور چادر۔

(ب) جہیز کا شرعی حکم:

اگر والدین بغیر جبر و اکراہ کے اور بغیر سود و نمائش کے اپنی حیثیت کے مطابق بطیب خاطر لڑکی کو تحفہ دیتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں اور لڑکی اس کی مالک ہوگی۔

اگر جہیز کے نام پر لڑکے والوں کی طرف سے مطالبہ کرنے پر یا معاشرتی دباؤ کی وجہ سے محض رسم پوری کرنے کے لیے لڑکے والوں کو سامان دینا پڑے اور مذکورہ سامان دینے میں بچی کے والدین کی رضامندی بھی نہ ہو، تو ایسی صورت میں لڑکے والوں کے لیے ایسا جہیز لینا جائز نہیں۔ اگر ایسا جہیز بچی کے حوالے کر بھی دیا تو بچی ہی اس کی مالک ہوگی اور اس کی اجازت کے بغیر جہیز کا سامان لڑکے والوں کے لیے استعمال کرنا جائز نہیں، لڑکے والوں کی طرف سے اس کا مطالبہ کرنا اور دینے کے لیے دباؤ ڈالنا شرعاً درست نہیں۔

السوال الثانی: عن علی رضی اللہ عنہ نہی رسول اللہ ﷺ ان تحلق المرأۃ راسہا

(الف) ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ ابرو تراشنا، پلکیں بنانا اور چہرے کے بال نوچنا ان کا شرعی حکم کیا ہے؟

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشرۃ من الفطرۃ

(ب) "عشرۃ من الفطرۃ" کی تفصیل بیان کریں۔

جوابات: (الف) ترجمہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ عورت اپنے سر کو منڈوائے۔

ابرو تراشنے کا شرعی حکم:

عورت کے لیے ابرو کے اطراف سے بال اکھاڑ کر باریک دھاری بنانا جائز نہیں۔ اس پر حدیث میں لعنت وارد ہوئی ہے اگر اس کا مقصد زیب و زینت ہو۔ البتہ اگر بال پھیلے ہوئے ہوں، تو ان کو درست کر کے عام حالت کے مطابق معتدل کرنے کی گنجائش ہے۔

پلکیں بنانے کا شرعی حکم:

پلکیں انسانی بالوں کی بنی ہوئی ہوں تو ان کو لگانا جائز نہیں۔ اگر پلکیں مصنوعی یا کسی جانور وغیرہ کے بالوں سے بنی ہوں تو شوہر کی خاطر یا زیب و زینت کے لیے اس کا استعمال جائز ہے بشرطیکہ دھوکا یا فیشن مقصود نہ ہو۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں شوہر کی خاطر تزئین و آرائش کے لیے مصنوعی پلکیں لگانے کی گنجائش ہے۔

چہرے کے بال نوچنا:

اگر عورت کے چہرے پر بال گتے ہیں یعنی داڑھی اور مونچھ وغیرہ تو ان کو صاف کر سکتی ہے۔ مقصد چہرے کی بدنمائی کو صاف کرنا ہے تو جائز ہے۔

(ب) ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم "عشرہ من الفطرۃ" کی تفصیل:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دس چیزوں کو "فطرۃ" سے گنوایا وہ یہ ہیں: (۱) مونچھیں کم کرنا (۲) ناخن تراشنا (۳) جوڑوں کو دھونا (۴) داڑھی کو بڑھانا (۵) مسواک کرنا (۶) ناک میں پانی ڈالنا (۷) زیر ناف بالوں کا مونڈنا (۸) زیر بغل بالوں کو مونڈنا (۹) پیشاب کے بعد پانی سے استنجاء کرنا۔ راوی کا بیان ہے: میں دسویں چیز بھول گیا ہوں، میرے خیال کے مطابق وہ کلی کرنا ہے۔

الجز الثانی..... ابن ماجه

السوال الرابع: عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان من الناس مفاتیح للخیر مغالیق للشر وان من الناس مفاتیح للشر مغالیق للخیر فطوبی لمن جعل الله مفاتیح الخیر علی یدیه وویل لمن جعل الله مفاتیح الشر علی یدیه.

(الف) ترجمہ کریں اور مفاتیح اور مغالیق کی لغوی اور صرفی وضاحت کریں؟

(ب) تقویٰ کی فضیلت حدیث کی روشنی میں بیان کریں؟

جوابات: (الف) ترجمہ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سے کچھ لوگ بھلائی کے لیے چابی ہوتے ہیں اور برائی کے لیے تالہ ہوتے ہیں۔ لوگوں میں سے کچھ لوگ برائی کے لیے چابی ہوتے ہیں اور بھلائی کے لیے تالہ ہوتے ہیں تو اس شخص کے لیے مبارک باد ہے جس کے ہاتھوں میں اللہ تعالیٰ بھلائی کی چابیاں رکھ دیتا ہے۔ اس شخص کے لیے بربادی ہے جس کے ہاتھوں میں اللہ تعالیٰ برائی کی چابیاں رکھ دیتا ہے۔

لغوی معنی: مفاتیح:

یہ مفتاح کی جمع ہے لغوی معنی ہے "کنجی یا چابی"۔

مغالیق:

یہ مغلاق کی جمع ہے۔ لغوی معنی ہے بند، مسدود۔

صرفی تحقیق:

مفاتیح: صیغہ جمع منتہی الجموع ہے۔ مفاتیق: صیغہ جمع منتہی الجموع۔

(ب) فقیہ کی فضیلت حدیث کی روشنی میں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک فقیہ شیطان کے لیے ایک ہزار عبادت گزاروں سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔

السؤال الخامس: عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَاَرْضَاھَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَاَرْفَعِھَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَخَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ اِعْطَاءِ الذَّھَبِ وَالْوَرِقِ وَمِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّکُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَھُمْ وَیَضْرِبُوْا اَعْنَاقَکُمْ قَالُوْا وَمَا ذَاکَ قَالَ ذِکْرُ اللّٰہِ۔

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) ذکر اللہ کی فضیلت پر جامع نوٹ لکھیں؟

جوابات: (الف) اعراب:

اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں سب سے بہتر عمل کی خبر نہ دوں، جو (اللہ تعالیٰ کو) سب سے زیادہ راضی کرنے والا ہو، تمہارے درجوں میں سب سے زیادہ اضافہ کرنے والا ہو تمہارے حق میں (سونے چاندی) کو خرچ کرنے سے زیادہ بہتر ہو اور دشمن کا سامنا کرنے سے زیادہ بہتر ہو جب تم ان کی گردنیں اڑاؤ اور وہ تمہاری گردنیں اڑائیں؟ لوگوں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ! وہ کون سا (عمل) ہے؟ فرمایا: اللہ کا ذکر۔

(ب) ذکر الٰہی کی فضیلت پر نوٹ:

ذکر الٰہی کرنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ ذکر کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ذکر بالقلب (۲) ذکر باللسان۔ یعنی ذکر دل سے بھی ہوتا ہے اور زبان سے بھی لیکن سب سے افضل ذکر وہ ہے جو دل اور زبان دونوں سے ہو۔

اللہ کا ذکر کرنے سے دل کو سکون و اطمینان ملتا ہے۔ اس کی وجہ سے دنیا کی لذتوں کی خواہش اور ماسوا اللہ کی لذت و طلب دل سے نکل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات میں استغراق و استحضار اور اس کی طرف توجہ نصیب ہوتی ہے۔ سکینہ کا نازل ہونا قرآنی آیت سے ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ترجمہ: "آگاہ رہو اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے"۔ (الرعد:۲۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اور اپنے ہونٹوں کو میری وجہ سے حرکت دیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کتنے ہی فرشتے (مسلمانوں کے) راستے میں پھرتے ہیں اور ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈتے ہیں تا کہ ان سے ملیں اور ان کا ذکر سنیں۔ چنانچہ جب وہ ان کو پالیتے ہیں جو ذکر الٰہی میں مشغول ہوتے ہیں تو وہ آپس میں ایک دوسرے کو پکار کر کہتے ہیں کہ اپنے مطلوب کی طرف جلدی آجاؤ اور اس کے بعد وہ فرشتے ان لوگوں کو اپنے پروں سے آسمان دنیا تک گھیر لیتے ہیں۔

السؤال السادس: قام ابوبکر رضی اللہ عنہ فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال یا ایھا الناس انکم تقرءون ھذہ الایۃ یا ایھا الذین امنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم وانا سمعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الناس اذا راوا المنکر فلا یغیرونہ اوشک ان یعمھم اللہ بعقابہ ۔

(الف) ترجمہ کریں نیز خط کشیدہ کون سا صیغہ ہے؟

(ب) برائی کو ختم کرنے کے درجات حدیث کی روشنی میں بیان کریں؟

جوابات: (الف) ترجمہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھے، پس انہوں نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا: اے لوگو! تم یہ آیت جس کی تم تلاوت کرتے ہو: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا عَلَيۡكُمۡ اَنۡفُسَكُمۡ‌ ۚ لَا يَضُرُّكُمۡ مَّنۡ ضَلَّ اِذَا اهۡتَدَيۡتُمۡ‌ ؕ اور میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب لوگ برائی کو دیکھیں اور اس کو نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ ان سب کو اپنے عذاب کی لپیٹ میں لے لے۔

خط کشیدہ صیغہ:

تقرءون: صیغہ جمع مذکر حاضر فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد مہموز اللام از باب فَتَحَ یَفْتَحُ

(ب) برائی کو ختم کرنے کے درجات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کوئی برائی دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکنے کی کوشش کرے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اسے زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو اسے دل میں برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

☆☆☆☆

صرفی تحقیق:

مفاتیح: صیغہ جمع منتہی الجموع ہے۔ مغالیق: صیغہ جمع منتہی الجموع ہے۔

(ب) فقیہ کی فضیلت حدیث کی روشنی میں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک فقیہ شیطان کے لیے ایک ہزار عبادت گزاروں سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔

السؤال الخامس: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ وَأَرْضَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ وَأَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ إِعْطَاءِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَمِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ قَالُوا وَمَا ذَاكَ قَالَ ذِكْرُ اللهِ.

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) ذکر اللہ کی فضیلت پر جامع نوٹ لکھیں؟

جوابات: (الف) اعراب:

اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں سب سے بہتر عمل کی خبر نہ دوں، جو (اللہ تعالیٰ کو) سب سے زیادہ راضی کرنے والا ہو، تمہارے درجوں میں سب سے زیادہ اضافہ کرنے والا ہو، تمہارے حق میں سونے اور چاندی کو خرچ کرنے سے زیادہ بہتر ہو اور دشمن کا سامنا کرنے سے زیادہ بہتر ہو جب تم ان کی گردنیں اڑاؤ اور وہ تمہاری گردنیں اڑائیں؟ لوگوں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ! وہ کون سا (عمل) ہے؟ فرمایا: اللہ کا ذکر کرنا۔

(ب) ذکر الٰہی کی فضیلت پر نوٹ:

ذکر الٰہی کرنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ ذکر کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ذکر بالقلب (۲) ذکر باللسان۔ یعنی ذکر دل سے بھی ہوتا ہے اور زبان سے بھی لیکن سب سے افضل ذکر وہ ہے جو دل اور زبان دونوں سے ہو۔

اللہ کا ذکر کرنے سے دل کو سکون و اطمینان ملتا ہے۔ اس کی وجہ سے دنیا کی لذتوں کی خواہش اور ماسوا اللہ کی لذت و طلب دل سے نکل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات میں استغراق و انحصار اور اسی کی طرف توجہ نصیب ہوتی ہے۔ سکون کا نازل ہونا قرآنی آیت سے ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ترجمہ: "آگاہ رہو اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے"۔ (الرعد:۲۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں؛ جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اور اپنے ہونٹوں کو میری وجہ سے حرکت دیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کتنے ہی فرشتے (مسلمانوں کے) راستے میں پھرتے ہیں اور ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈتے ہیں تاکہ ان سے ملیں اور ان کا ذکر سنیں۔ چنانچہ جب وہ ان کو پا لیتے ہیں جو ذکر الٰہی میں مشغول ہوتے ہیں، تو وہ آپس میں ایک دوسرے کو پکار کر کہتے ہیں کہ اپنے مطلوب کی طرف جلدی آجاؤ اور اس کے بعد وہ فرشتے ان لوگوں کو اپنے پروں سے آسمان دنیا تک گھیر لیتے ہیں۔

السؤال السادس: قام ابوبكر رضي الله عنه فحمد الله واثنى عليه ثم قال يا ايها الناس انكم تقرءون هذه الاية يا ايها الذين امنوا عليكم انفسكم لا يضركم من ضل اذا اهتديتم وانا سمعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان الناس اذا راوا المنكر فلا يغيرونه اوشك ان يعمهم الله بعقابه .

(الف) ترجمہ کریں نیز خط کشیدہ کا صیغہ کیا ہے؟

(ب) برائی کو ختم کرنے کے درجات حدیث کی روشنی میں بیان کریں؟

جوابات: (الف) ترجمہ:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھے، پس انہوں نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا: اے لوگو! تم یہ آیت جس کی تم تلاوت کرتے ہو: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ط اور میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب لوگ برائی کو دیکھیں گے اور اس سے نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ ان سب کو اپنے عذاب کی لپیٹ میں لے لے۔

خط کشیدہ صیغہ:

تقرءون: صیغہ جمع مذکر حاضر فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد مہموز اللام از باب فَتَحَ يَفْتَحُ

(ب) برائی کو ختم کرنے کے درجات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کوئی برائی دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکنے کی کوشش کرے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اسے زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو اسے دل میں برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

☆☆☆☆

تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة السادسة: شرح معاني الآثار

نوٹ: تین سوالات کا حل مطلوب ہے۔

السوال الأول: عن البراء بن عازب رضي الله عنه قال كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا كبر لافتتاح الصلوة رفع يديه حتى يكون ابهاماه قريبا من شحمتي اذنيه ثم لا يعود.

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کرنے کے بعد بتائیں کہ حدیث مذکور کس مذہب کی مؤید ہے؟

(ب) تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کرنے کے بارے میں آئمہ کا اختلاف تحریر کریں؟

(ج) اس مسئلہ کے بارے میں نظر طحاوی سپرد قلم کریں؟

السوال الثاني: عن ابي عبيد الله قال رايت ابا الدرداء وفضالة بن عبيد ومعاذ بن جبل يدخلون المسجد والناس في صلوة الغداة فيتنحون الى بعض السواري فيوتر كل واحد منهم بركعة ثم يدخلون مع الناس في الصلوة

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) تعداد رکعات وتر کے بارے نظر طحاوی قلمبند کریں؟

(ج) صلوۃ الوتر کے حکم میں آئمہ احناف کا اختلاف تحریر کریں؟

السوال الثالث: عن سعيد بن جبير ان رجلا سال ابن عباس ان رجلا طلق امراته مائة فقال ثلاث تحرمها عليه وسبعة وتسعون في رقبته انه اتخذ آيات الله هزوا

(الف) حدیث مذکورہ کا ترجمہ و تشریح کریں؟

(ب) آئمہ اربعہ کے نزدیک اکٹھی تین طلاقوں کا حکم تحریر کریں؟

(ج) کیا دور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں اکٹھی تین طلاقیں ایک شمار ہوتی تھیں؟

السوال الرابع: (الف) امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات پر جامع نوٹ لکھیں؟ ۱۵

(ب) شرح معانی الآثار کی وجہ تصنیف تحریر کریں؟ ۱۰

(ج) "معانی الآثار" اور "شرح معانی الآثار" کا مفہوم بیان کریں؟ ۸

☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت ۲۰۲۳ء

چھٹا پرچہ: شرح معانی الآثار

سوال نمبر ۱: عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر لافتتاح الصلوۃ رفع یدیہ حتی یکون ابھاماہ قریبا من شحمتی اذنیہ ثم لا یعود ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کرنے کے بعد بتائیں کہ حدیث مذکور کس مذہب کی مؤید ہے؟

(ب) تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کرنے کے بارے میں آئمہ کا اختلاف تحریر کریں؟

(ج) رفع یدین کے بارے میں نظر طحاوی سپرد قلم کریں؟

جوابات: (الف) حدیث شریف کا ترجمہ:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے آغاز میں جب تکبیر کہتے تو رفع یدین کرتے تھے یہاں تک کہ آپ اپنے دونوں انگوٹھوں کو کانوں کی لو کے قریب لے آتے تھے۔ پھر آپ دوبارہ ایسا نہیں کرتے تھے۔

حدیث مذکورہ کا مذہب:

یہ حدیث احناف کے مذہب کی تائید کرتی ہے۔ احناف کے نزدیک صرف تکبیر تحریمہ کہتے وقت ہاتھ اٹھائے جائیں گے اور اس کے علاوہ نہیں۔

(ب) تکبیر تحریمہ کے سوا رفع یدین میں اختلاف آئمہ:

تکبیر تحریمہ کے سوا رفع یدین سے متعلق اختلاف آئمہ درج ذیل ہے:

امام محمد وامام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف:

حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: سنت یہ ہے کہ آدمی اپنی نماز میں ہر اونچ نیچ پر اللہ اکبر کہے، جب سجدہ کرے اور دوسرے سجدے کے لیے جھکے تو تکبیر کہے۔ پس نماز میں رفع یدین کا مسئلہ تو یہ ہے کہ نمازی نماز کے شروع میں صرف ایک بار کانوں کے برابر ہاتھوں کو اٹھاتا ہے، اس کے بعد نماز میں کسی مقام پر بھی رفع یدین نہیں کرے گا۔ یہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے اور اس بارے میں کثیر آثار ہیں۔

اس بات پر ان کا اتفاق ہے کہ پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین ہے اور سجدوں کے درمیان تکبیر کے ساتھ رفع یدین نہیں ہے اور انہوں نے جھکنے کے لیے اور رکوع والی تکبیر کے وقت رفع یدین کرنے میں اختلاف

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة السادسة: شرح معانی الآثار

نوٹ: تین سوالات کا حل مطلوب ہے۔

السوال الاول: عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ قال كان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا كبر لافتتاح الصلوة رفع يديه حتى يكون ابهاماه قريبا من شحمتى اذنيه ثم لا يعود ۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کرنے کے بعد بتائیں کہ حدیث مذکور کس مذہب کی مؤید ہے؟

(ب) تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کرنے کے بارے میں آئمہ کا اختلاف تحریر کریں؟

(ج) رفع یدین کے بارے میں نظر طحاوی سپرد قلم کریں؟

السوال الثانی: عن ابی عبید اللہ قال رايت ابا الدرداء وفضالة بن عبيد و معاذ بن جبل يدخلون المسجد والناس في صلوة الغداة فيتنحون الى بعض السوارى فيوتر كل واحد منهم بركعة ثم يدخلون مع الناس في الصلوة

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) تعداد رکعات وتر کے بارے نظر طحاوی تحریر کریں؟

(ج) صلوة الوتر کے حکم میں آئمہ احناف کا اختلاف تحریر کریں؟

السوال الثالث: عن سعيد بن جبير ان رجلا سال ابن عباس ان رجلا طلق امرأته مائة فقال ثلاث تحرمها عليه وسبعة وتسعون في رقبته انه اتخذ آيات الله هزوا

(الف) حدیث مذکورہ کا ترجمہ و تشریح کریں؟

(ب) آئمہ اربعہ کے نزدیک اکٹھی تین طلاقوں کا حکم تحریر کریں؟

(ج) کیا دور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں اکٹھی تین طلاقیں ایک شمار ہوتی تھیں؟

السوال الرابع: (الف) امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات پر جامع نوٹ لکھیں؟ ۱۵

(ب) شرح معانی الآثار کی وجہ تصنیف تحریر کریں؟ ۱۰

(ج) "معانی الآثار" اور "شرح معانی الآثار" کا مفہوم بیان کریں؟ ۸

☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طالبات بابت ۲۰۲۳ء

چھٹا پرچہ: شرح معانی الآثار

سوال نمبر ۱: عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر لافتتاح الصلوۃ رفع یدیہ حتی یکون ابھاماہ قریبا من شحمتی اذنیہ ثم لا یعود۔

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کرنے کے بعد یہ بتائیں کہ حدیث مذکور کس مذہب کی مؤید ہے؟

(ب) تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کرنے کے بارے میں آئمہ کا اختلاف تحریر کریں؟

(ج) رفع یدین کے بارے میں نظر طحاوی سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) حدیث شریف کا ترجمہ:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے آغاز میں جب تکبیر کہتے تو رفع یدین کرتے تھے یہاں تک کہ آپ اپنے دونوں انگوٹھوں کو کانوں کی لو کے قریب لے آتے تھے۔ پھر آپ دوبارہ ایسا نہیں کرتے تھے۔

حدیث مذکورہ کا مذہب:

یہ حدیث احناف کے مذہب کی تائید کرتی ہے جن کے نزدیک صرف تکبیر تحریمہ کہتے وقت ہاتھ اٹھائے جائیں گے اور اس کے علاوہ نہیں۔

(ب) تکبیر تحریمہ کے سوا رفع یدین میں اختلاف آئمہ:

تکبیر تحریمہ کے سوا رفع یدین سے متعلق اختلاف آئمہ درج ذیل ہے:

امام محمد و امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف:

حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: سنت یہ ہے کہ آدمی اپنی نماز میں ہر اونچ نیچ پر اللہ اکبر کہے، جب سجدہ کرے اور دوسرے سجدے کے لیے جھکے تو تکبیر کہے۔ پس نماز میں رفع یدین کا مسئلہ تو یہ ہے کہ نمازی نماز کے شروع میں صرف ایک بار کانوں کے برابر ہاتھ کو اٹھاتا ہے، اس کے بعد نماز میں کسی مقام پر بھی رفع یدین نہیں کرے گا۔ یہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے اور اس بارے میں کثیر آثار ہیں۔

اس بات پر ان کا اتفاق ہے کہ پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین ہے اور سجدوں کے درمیان تکبیر کے ساتھ رفع یدین نہیں ہے اور انہوں نے جھکنے کے لیے اور رکوع والی تکبیر کے وقت رفع یدین کرنے میں اختلاف

کیا ہے۔ پس ایک قوم نے کہا: ان دونوں کا حکم افتتاح والی تکبیر کے حکم کی طرح ہے جس طرح وہاں رفع یدین ہے، تو ان دونوں مقامات پر بھی رفع یدین ہوگا۔ جبکہ دوسری جماعت نے کہا ہے کہ ان دونوں تکبیروں کا حکم سجدوں کے درمیان والی تکبیر کے حکم کی طرح ہے جس طرح دو سجدوں کے وقت رفع یدین نہیں ہے ایسے ہی رکوع کے وقت بھی رفع یدین نہیں کیا جائے گا۔ یہی قول امام اعظم ابو حنیفہ، قاضی ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ تینوں کا ہے کہ رفع یدین صرف نماز کے شروع میں کیا جائے گا مگر رکوع اور سجدوں کے وقت نہیں۔

دلیل:

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک ترک رفع یدین افضل ہے۔ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ ایک دفعہ انہوں نے کہا: میں تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر دکھاتا ہوں۔ پھر انہوں نے نماز پڑھ کر دکھائی جس میں سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین نہ کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں رفع یدین نہیں ہے۔ ہاں تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کیا جائے گا۔

امام شافعی و امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف:

حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ نماز میں رفع یدین افضل ہے۔ انہو نے حضرت سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ جس میں صراحت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کیا کرتے تھے۔

شوافع کے نزدیک رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین سنت ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب الام میں یہی تصریح موجود ہے۔

دلیل:

سالم اپنے والد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے آغاز میں دونوں ہاتھ کندھوں تک بلند کرتے تھے، جب آپ رکوع میں جانے کے لیے تکبیر کہتے اس وقت اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے دونوں ہاتھوں کو بلند کرتے وقت سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ پڑھتے تھے۔ تاہم آپ دو سجدوں کے درمیان ایسا نہیں کرتے تھے۔

(ج) رفع یدین اور نظر طحاوی:

بالاتفاق تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین سنت ہے اور دونوں سجدوں کے درمیان تکبیر کے وقت سنت

نہیں ہے۔ رکوع اور سجدہ کی تکبیر کے وقت رفع یدین میں اختلاف ہے۔ تکبیر تحریمہ نماز کا رکن ہے اور دیگر تکبیرات نماز کے ارکان سے نہیں ہے۔ تو نظر کا تقاضا ہے کہ رکوع اور سجدہ کی تکبیرات کو دونوں سجدوں کے درمیان والی تکبیر کے ساتھ لاحق کیا جائے نہ کہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ۔

سوال نمبر۲: عَنْ اَبِیْ عُبَیْدِ اللهِ قَالَ رَاَیْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ وَفُضَالَةَ بْنَ عُبَیْدٍ وَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ یَدْخُلُوْنَ الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ فِیْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ فَیَنْتَحُوْنَ اِلٰی بَعْضِ السَّوَارِیْ فَیُوْتِرُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ بِرَكْعَةٍ ثُمَّ یَدْخُلُوْنَ مَعَ النَّاسِ فِی الصَّلٰوةِ

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) تعداد رکعات وتر کے بارے نظر طحاوی سپرد قلم کریں؟

(ج) صلوٰۃ الوتر کے حکم میں آئمہ احناف کا اختلاف تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب:

اعراب سوال میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث:

ابو عبید اللہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابو درداء، حضرت فضالہ بن عبید اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ یہ حضرات مسجد میں داخل ہوئے اور لوگ اس وقت فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ یہ لوگ مسجد میں ایک ستون کے پاس کھڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے ہر ایک نے ایک رکعت وتر ادا کیا' پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شامل ہو گئے۔

(ب) تعداد رکعات وتر اور نظر طحاوی:

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: صلٰوۃ رکعۃ واحدۃ الخ کا مطلب یہ ہے کہ ایک رکعت اس طرح پڑھے کہ اس نے پہلے دو رکعات پڑھ لیں تاکہ یہ رکعت شفع یعنی اس ایک رکعت سے پہلے پڑھی گئی دونوں رکعتوں کو طاق کر دے۔ ایک رکعت علیحدہ نہ پڑھی جائے بلکہ دونوں رکعتوں کو طاق کر دے، گویا ایک رکعت علیحدہ نہ پڑھی جائے بلکہ دو رکعتوں کے ساتھ ملا کر پڑھی جائے۔

(ج) صلوٰۃ الوتر کے حکم میں آئمہ احناف کا اختلاف:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صلوٰۃ الوتر واجب ہے جبکہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔

سوال نمبر۳: عن سعید بن جبیر ان رجلا سال ابن عباس ان رجلا طلق امرته مائة

کیا ہے۔ پس ایک قوم نے کہا: ان دونوں کا حکم افتتاح والی تکبیر کے حکم کی طرح ہے جس طرح وہاں رفع یدین ہے تو ان دونوں مقامات پر بھی رفع یدین ہوگا۔ جبکہ دوسری جماعت نے کہا ہے کہ ان دونوں تکبیروں کا حکم سجدوں کے درمیان والی تکبیر کے حکم کی طرح ہے، جس طرح دو سجدوں کے وقت رفع یدین نہیں ہے ایسے ہی رکوع کے وقت بھی رفع یدین نہیں کیا جائے گا۔ یہی قول امام اعظم ابو حنیفہ، قاضی ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ تینوں کا ہے کہ رفع یدین صرف نماز کے شروع میں کیا جائے گا مگر رکوع اور سجدوں کے وقت نہیں۔

دلیل:

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک ترک رفع یدین افضل ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ ایک دفعہ انہوں نے کہا: میں تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر دکھاتا ہوں۔ پھر انہوں نے نماز پڑھ کر دکھائی جس میں سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین نہ کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں رفع یدین نہیں ہے، ہاں تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کیا جائے۔

امام شافعی و امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف:

حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ نماز میں رفع یدین افضل ہے۔ انہوں نے حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ جس میں صراحت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کیا کرتے تھے۔

شوافع کے نزدیک رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین سنت ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب الام میں یہی تصریح موجود ہے۔

دلیل:

سالم اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے آغاز میں دونوں ہاتھ کندھوں تک بلند کرتے تھے، جب آپ رکوع میں جانے کے لیے تکبیر کہتے اس وقت اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے دونوں ہاتھوں کو بلند کرتے وقت سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ پڑھتے تھے۔ تاہم آپ دو سجدوں کے درمیان ایسا نہیں کرتے تھے۔

(ج) رفع یدین اور نظر طحاوی:

بالاتفاق تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین سنت ہے اور دونوں سجدوں کے درمیان تکبیر کے وقت سنت

نہیں ہے۔ رکوع اور سجدہ کی تکبیر کے وقت رفع یدین میں اختلاف ہے۔ تکبیر تحریمہ نماز کا رکن ہے اور دیگر تکبیرات نماز کے ارکان سے نہیں ہے۔ تو نظر کا تقاضا ہے کہ رکوع اور سجدہ کی تکبیرات کو دونوں سجدوں کے درمیان والی تکبیر کے ساتھ لاحق کیا جائے نہ کہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ۔

سوال نمبر ۲: عَنْ اَبِیْ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ رَاَیْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ وَفَضَالَةَ بْنَ عُبَیْدٍ وَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ یَدْخُلُوْنَ الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ فِیْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ فَیَتَنَحَّوْنَ اِلٰی بَعْضِ السَّوَارِیْ فَیُوْتِرُوْنَ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ بِرَکْعَةٍ ثُمَّ یَدْخُلُوْنَ مَعَ النَّاسِ فِی الصَّلٰوةِ

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) تعداد رکعات وتر کے بارے نظر طحاوی سپرد قلم کریں؟

(ج) صلوة الوتر کے حکم میں آئمہ احناف کا اختلاف تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب:

اعراب سوال میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمة الحدیث:

ابو عبید اللہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابو درداء، حضرت فضالہ بن عبید اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ یہ حضرات مسجد میں داخل ہوئے اور لوگ اس وقت فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ یہ لوگ مسجد میں ایک ستون کے پاس کھڑے ہوئے [illegible] ہر ایک نے ایک رکعت وتر ادا کیا پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شامل ہو گئے۔

(ب) تعداد رکعات وتر اور نظر طحاوی:

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: صلوة رکعة واحدة ہے کا مطلب یہ ہے کہ [illegible] اس طرح پڑھے کہ اس نے پہلے دو رکعات پڑھ لیں تاکہ یہ رکعت شفع یعنی اس ایک رکعت سے پہلے پڑھی گئی دونوں رکعتوں کو طاق کر دے۔ ایک رکعت علیحدہ نہ پڑھی جائے بلکہ دونوں رکعتوں کو طاق کر دے گویا ایک رکعت علیحدہ نہ پڑھی جائے بلکہ دو رکعتوں کے ساتھ ملا کر پڑھی جائے۔

(ج) صلوة الوتر کے حکم میں آئمہ احناف کا اختلاف:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صلوة الوتر واجب ہے جبکہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔

سوال نمبر ۳: عن سعید بن جبیر ان رجلا سال ابن عباس ان رجلا طلق امرأته مائة

فقال ثلاث تحرمها عليه وسبعة وتسعون في رقبته انه اتخذ آيات الله هزوا

(الف) حدیث مذکورہ کا ترجمہ وتشریح کریں؟

(ب) آئمہ اربعہ کے نزدیک اکٹھی تین طلاقوں کا حکم تحریر کریں؟

(ج) کیا دورِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں اکٹھی تین طلاقیں ایک شمار ہوتی تھیں؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث:

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دی ہیں۔ انہوں نے فرمایا: تین طلاقوں کے ذریعے وہ عورت اس پر حرام ہوگئی ہے اور ستانوے اس کی گردن پر ہیں۔ بیشک اس نے اللہ کی آیات کا مذاق اڑایا ہے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مبارکہ میں فرمایا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک ساتھ تین طلاقیں اپنی بیوی کو دے دے تو وہ اس پر حرام ہو جاتی ہیں۔ یعنی وہ اس سے اس وقت تک دوبارہ شادی نہیں کر سکتا جب تک وہ عورت دوسری شادی نہ کرلے۔ ایسا کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ ایک ساتھ تین طلاقیں دینا سنت کے خلاف ہے جو تین سے زائد طلاقیں دے تو اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق اڑایا ہے یعنی نافرمانی کی ہے، جس وجہ سے وہ گناہگار ہوگا۔

(ب) تین طلاقیں ایک ساتھ دینے کا حکم:

امام ابوحنیفہ کے نزدیک تین طلاق ایک ساتھ دینا بدعت اور حرام ہے۔ امام شافعی کے نزدیک تین طلاق ایک ساتھ دینا حرام نہیں بلکہ خلاف اولیٰ ہے۔ امام احمد اور امام مالک کے نزدیک بدعت ہے۔ سب اس پر متفق ہیں کہ تینوں اکٹھی طلاقیں تین ہی واقع ہوں گی ایک نہیں۔

(ج) عہد رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں تین طلاقوں کا حکم:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایک آدمی نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دیں تو آپ نے اسے نافذ کر دیا اور اس کو ایک شمار نہیں کیا۔ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تین طلاقوں کو تین شمار کرتے تھے ایک نہیں۔

سوال نمبر۳: (الف) امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات پر جامع نوٹ لکھیں؟

(ب) شرح معانی الآثار کی وجہ تصنیف تحریر کریں؟

(ج) "معانی الآثار" اور "شرح معانی الآثار" کا مفہوم بیان کریں؟

جوابات: (الف) امام طحاوی کے حالات زندگی:

آپ کا نام احمد بن محمد بن سلامہ بن عبد الملک ہے۔ آپ کی کنیت "ابو جعفر" ہے۔ ازدی مصری اور طحاوی آپ کے اسمائے منسوب ہیں۔ آپ کی پیدائش ۲۳۹ھ میں ہوئی۔ آپ نے فقہ شافعی پڑھنے کی ابتداء امام ابو ابراہیم مزنی سے کی جو امام ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر شاگرد تھے۔ پھر ۲۶۸ھ میں آپ نے مصر کے عظیم فقیہ احمد بن ابو عمران سے علمی استفادہ کیا اور ان سے فقہ حنفی کا درس لیا۔ پھر آپ شام تشریف لے گئے اور وہاں پر آپ نے قاضی القضاۃ ابو حازم سے علم فقہ میں استفادہ کیا۔ آپ کی زندگی میں جتنے بھی محدثین مصر آئے آپ نے ان سے بھرپور استفادہ کیا۔ بہت جلد آپ علم حدیث و فقہ کے ماہر کے طور پر معروف ہو گئے۔ آپ سے بہت سے لوگوں نے استفادہ کیا۔ آپ کے شاگردوں میں ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، ابو محمد عبد العزیز بن محمد التمیمی الجوہری اور احمد بن قاسم بن عبد اللہ بغدادی وغیرہ شامل ہیں۔

آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ اور کلام وغیرہ کے موضوعات پر بہت سی یادگار تصانیف لکھیں؟ جن میں احکام القرآن، مشکل الآثار، شرح معانی الآثار اور اختلاف العلماء جیسی کتب کے علاوہ اور بھی بہت سی تصانیف ہیں۔ آپ کا انتقال ۳۲۱ھ، ۸۲ سال کی عمر میں ہوا۔

(ب) شرح معانی الآثار کی وجہ تصنیف:

شرح معانی الآثار لکھنے کا سبب یہ تھا کہ اس کتاب کے ذریعے احناف کے موقف کو دلائل فراہم کیے جائیں اور جو روایات بظاہر احناف کے موقف کے خلاف ہیں ان کی تاویل پیش کی جائے یا ان کے منسوخ ہونے کو واضح کیا جائے۔

(ج) معانی الآثار کا مفہوم:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کے معانی و مطالب کی توضیحات کرنا۔

شرح معانی الآثار کا مفہوم:

احادیث مبارکہ کے معانی و مطالب کی تشریح کرنا اور روایتوں کے درمیان آنے والے ظاہری تعارض کو رفع کرنا اور ان میں تطبیق پیدا کرنا۔

☆☆☆☆

فقال ثلاث تحرمها عليه وسبعة وتسعون في رقبته انه اتخذ آيات الله هزوا

(الف) حدیث مذکورہ کا ترجمہ وتشریح کریں؟

(ب) آئمہ اربعہ کے نزدیک اکٹھی تین طلاقوں کا حکم تحریر کریں؟

(ج) کیا دور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں اکٹھی تین طلاقیں ایک شمار ہوتی تھیں؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث:

سعد بن جبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دی ہیں۔ انہوں نے فرمایا: تین طلاقوں کے ذریعے وہ عورت اس پر حرام ہوگئی ہے اور ستانوے اس کی گردن پر ہیں۔ بیشک اس نے اللہ کی آیات کا مذاق اڑایا ہے۔

تشریح الحدیث:

اس حدیث مذکورہ میں فرمایا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک ساتھ تین طلاقیں اپنی بیوی کو دے تو وہ اس پر حرام ہو جائے گی۔ یعنی وہ اس سے اس وقت تک دوبارہ شادی نہیں کرسکتا جب تک وہ عورت دوسری شادی نہ کر لے۔ ایسا کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ ایک ساتھ تین طلاقیں دینا سنت کے خلاف ہے جو تین سے زائد طلاقیں دے تو اس شخص نے اللہ تعالیٰ کے احکام کا مذاق اڑایا ہے یعنی نافرمانی کی ہے، جس وجہ سے وہ گناہگار ہوگا۔

(ب) تین طلاقیں ایک ساتھ دینے کا حکم:

امام ابوحنیفہ کے نزدیک تین طلاق ایک ساتھ دینا بدعت اور حرام ہیں۔ امام شافعی کے نزدیک تین طلاق ایک ساتھ دینا حرام نہیں بلکہ خلاف اولیٰ ہے۔ امام احمد اور امام مالک کے نزدیک خلاف سنت ہے۔ سب اس پر متفق ہیں کہ تین اکٹھی طلاقیں تین ہی واقع ہوں گی ایک نہیں۔

(ج) عہد رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں تین طلاقوں کا حکم:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایک آدمی نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیں تو آپ نے اسے نافذ کر دیا اور اس کو ایک شمار نہیں کیا۔ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تینوں کو تین شمار کرتے تھے ایک نہیں۔

سوال نمبر۲: (الف) امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات پر جامع نوٹ لکھیں؟

(ب) شرح معانی الآثار کی وجہ تصنیف تحریر کریں؟

(ج) "معانی الآثار" اور "شرح معانی الآثار" کا مفہوم بیان کریں؟

جوابات: (الف) امام طحاوی کے حالات زندگی:

آپ کا نام احمد بن محمد بن سلامہ بن عبدالملک ہے۔ آپ کی کنیت "ابوجعفر" ہے۔ ازدی مصری اور طحاوی آپ کے اسمائے منسوب ہیں۔ آپ کی پیدائش ۲۳۹ھ میں ہوئی۔ آپ نے فقہ شافعی پڑھنے کی ابتداء امام ابو ابراہیم مزنی سے کی جو امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر شاگرد تھے۔ پھر ۲۶۸ھ میں آپ نے مصر کے عظیم فقیہ احمد بن ابو عمران سے علمی استفادہ کیا اور ان سے فقہ حنفی کا درس لیا۔ پھر آپ شام تشریف لے گئے اور وہاں پر آپ نے قاضی القضاۃ ابوحازم سے علم فقہ میں استفادہ کیا۔ آپ کی زندگی میں جتنے بھی محدثین مصر آئے آپ نے ان سے بھرپور استفادہ کیا۔ بہت جلد آپ علم حدیث کے ماہر کے طور پر معروف ہو گئے۔ آپ سے بہت سے لوگوں نے استفادہ کیا۔ آپ کے شاگردوں میں ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، ابو محمد عبدالعزیز بن محمد التمیمی الجوہری اور احمد بن قاسم بن عبداللہ بغدادی وغیرہم شامل ہیں۔

آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، احکام وغیرہ کے موضوعات پر بہت سی یادگار تصانیف لکھیں؟ جن میں احکام القرآن، مشکل الآثار، شرح معانی الآثار اور اختلاف العلماء جیسی کتب کے علاوہ اور بھی بہت سی تصانیف ہیں۔ آپ کا انتقال ۳۲۱ھ ۸۲ سال کی عمر میں ہوا۔

(ب) شرح معانی الآثار کی وجہ تصنیف:

شرح معانی الآثار لکھنے کا سبب یہ تھا کہ اس کتاب کے ذریعے احناف کے موقف کو دلائل فراہم کیے جائیں اور جو روایات بظاہر احناف کے موقف کے خلاف ہیں ان کی تاویل پیش کی جائے یا ان کے منسوخ ہونے کو واضح کیا جائے۔

(ج) معانی الآثار کا مفہوم:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کے معانی و مطالب کی توضیحات کرنا۔

شرح معانی الآثار کا مفہوم:

احادیث مبارکہ کے معانی و مطالب کی تشریح کرنا اور روایتوں کے درمیان آنے والے ظاہری تعارض کو رفع کرنا اور ان میں تطبیق پیدا کرنا۔

☆☆☆☆